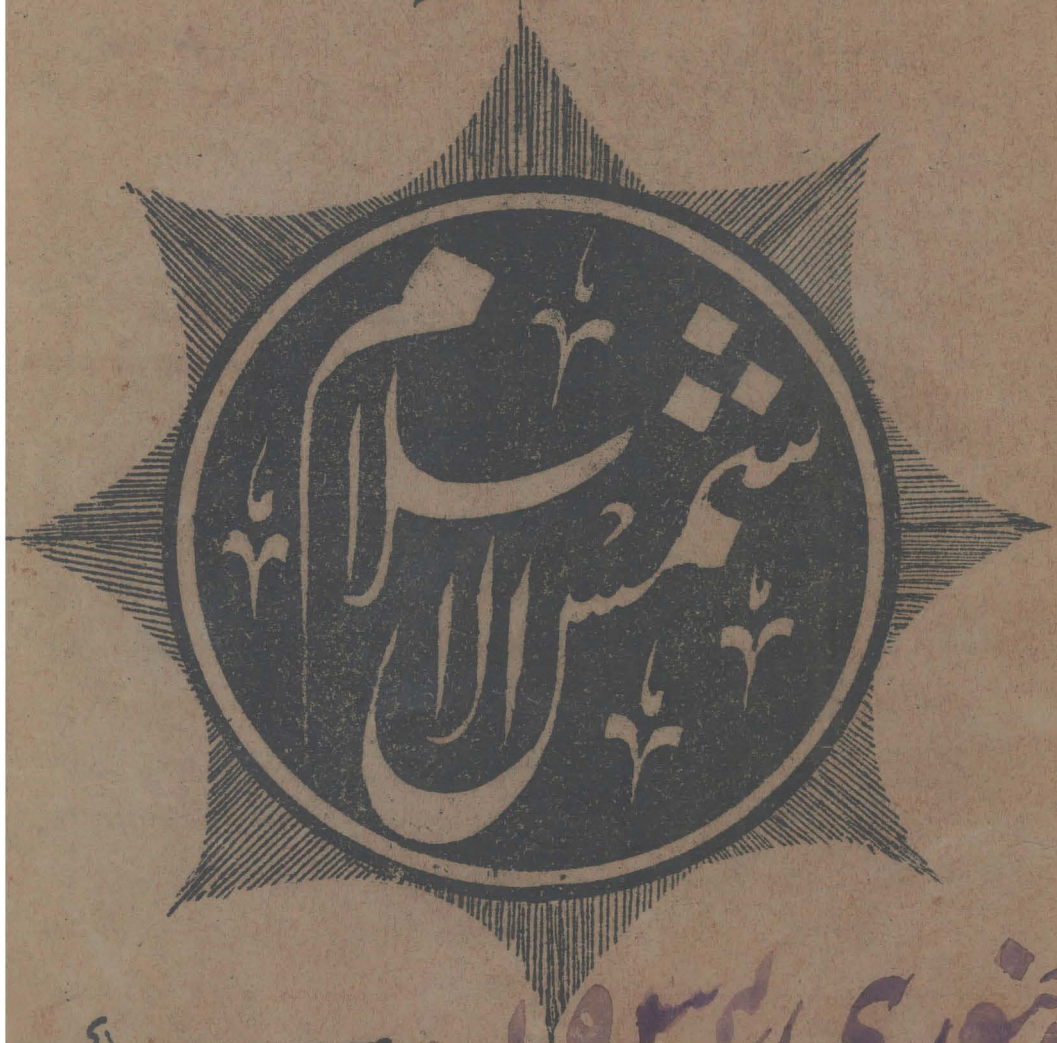


جسٹریال نمبر ۲۶۵۰

ماہنامہ



جنوری ۱۹۳۷ء

ظہور احمد ملکوی

بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت و الطریق فخر العلماء قدوة السالکین زید العارفین
امام العارفین مولانا الحاج محمد ذاکر گوی نور اللہ مرقہ

منجانب ارکان حرا انصاری پنجاب

اغراض و مقاصد (۱) اندونی و بیرونی حلوں سے اسلام کا تحفظ - تبلیغ و اشاعت اسلام -
(۲) اصلاح الرسوم (۳) احیاء اشاعت علوم دینیہ -

قواعد و ضوابط

۱۔ رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ ہندیہ وی بی پانچ آنے زیادہ خرچ ہوتے ہیں جو صاحب پانچروے
یا اس سے زیادہ رقم بعض اعانت ارسال فرمائیں گے وہ معاون خاص تصور ہونگے۔ ایسے حضرات کے اسمائے گرامی
شکریہ کے ساتھ درج رسالہ ہوا کریں گے (۲) غریب مفلس اشخاص اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت سالانہ مقرر
ہے (۳) ارکان خرب انصار کے نام رسالہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ رکھتے کم از کم چار آنہ ہاوار یا تین روپیہ
سالانہ مقرر ہے۔ (۴) غنوتہ کا پرچہ میں آنے کے ٹکٹ ارسال کرنے بھیجا جاتا ہے۔ مفت نہیں بھیجا جاتا۔
(۵) رسالہ ہر انگریزی ماہ کے پہلے عشرہ میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ محکمہ ڈاک کی بے غنائیوں اور دیہات کے
چھٹی رسالوں کی غفلت سے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ ایسے مبن صاحبوں کو رسالہ نہ ملے۔ وہ
مہینہ کے اخیر میں اطلاع دیدیا کریں۔ ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل ذریعہ

منیجر رسالہ اسلام بھیرہ پنجاب ہونی چاہئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ماہوار
ہفت روزہ اسلام
بھیرہ پنجاب

| نمبر شمار | فہرست مضامین | صفحہ | نمبر شمار | فہرست مضامین | صفحہ |
|-----------|---|------|-----------|--|------|
| ۱ | حزب الانصار بھیرہ کا چوتھا سالانہ جلسہ | ۲ | ۸ | کلام میرزا پر ایک نظر | ۱۰ |
| ۲ | ملک کے طول و عرض میں غم و غصہ کی لہر | ۴ | ۹ | کسید الخائنین | ۲۶ |
| ۳ | تشکر و امتنان | ۵ | ۱۰ | ثبیت ڈبل آف دی مرزا سیت | ۲۹ |
| ۴ | اعلان | ۵ | ۱۱ | صحابہ کی شان میں بھیرہ کے شیعوں کی ایک | ۳۳ |
| ۵ | سوسنار کی نہ ایک لوہار کی | ۶ | ۱۲ | رزہ خیز و دفع کار گستاخی | ۳۵ |
| ۶ | مسلمانوں کی تباہی و بربادی (نمبر یکہ سنہ ۱۳۱۸ھ) | ۷ | ۱۳ | افضل البشر بعد الانبیاء | ۳۸ |
| ۷ | کلام میرزا کے قادیانی - قسط ہفتم | ۹ | ۱۴ | پنجاب کے آریہ مٹروں سے سوالات | ۴۰ |
| | | | | پنجاب میں اسلام کو بچاؤ | ۴۰ |

حزب الانصار بھیرہ کا چوتھا جلسہ

پراسن مجمع پر حزب اللہ جلالپوری کے لکھ بن در کاحملہ
خادم خدا میں قیامت خیز سنگامہ
بھیرہ ۱۲ دسمبر۔ بتاریخ ۸، ۹، ۱۰ دسمبر جمعیت

مرکز حزب الانصار بھیرہ پنجاب کا چوتھا سالانہ جلسہ جامعہ جد
حلفیہ میں منعقد ہوا۔ قبلہ صاحبزادہ حافظ سید پیر مولانا محمد حسین صاحب
خلف الرشید حضرت قبلہ مخدوم حافظ پیر جماعت علیشاہ صاحب
محدث علی پوری غلطہ تملے پیر قطبی شاہ صاحب ملانی۔ مولانا
ابوالفضل کرم الدین صاحب رئیس ہیں رحیم مخدوم مولانا سید
محمد علیشاہ صاحب عثمان پوری۔ مولانا شیر نواب صاحب میونسپل کمشنر
تصور۔ مولانا لال حسین صاحب اختر۔ مولانا قاضی احسان احمد صاحب
شیخ آبادی۔ مولانا میر شاہ صاحب نوشابی۔ مولانا فضل احمد
صاحب اسلام کھوسو صاحب راولپنڈی۔ مولانا محمد عالم صاحب میرپور
حافظ ادبیات مرزا قادیانی مولانا حبیب اللہ صاحب تھانی
فنائت مولانا سید حبیب شاہ صاحب میریاست لاہور۔

صاحبزادہ حافظ مولانا محمد حسین صاحب مجاہد نشین مرولہ شریف۔
مولانا سید ولایت شاہ صاحب گجراتی۔ ماسٹر محمد بخش صاحب مسلم
بلی ملے۔ لاہوری دو دیگر متعدد مشفقہ ارباب علم و فضل مولانا اور

ہوئے بتاریخ ۸ دسمبر بعد نماز جمعہ جلسہ افتتاح پذیر ہوا۔ فائز ملت
مولانا سید حبیب شاہ صاحب کی فاضلانہ لبریز معلومات اور پرورش
تقریر و لپیڈ کے بعد مولانا شیر نواب صاحب قصوری نے
اپنے ارشادات عالیہ سے حاضرین کو مستفید و مستفیض فرمایا۔
شام کو ۸ بجے دوسرا اجلاس منعقد ہوا۔ مولانا میر شاہ صاحب

نوشابی۔ مولانا قاضی احسان احمد صاحب اور سید ولایت شاہ
صاحب گجراتی کے مواعظ حسنہ سے سامعین بے حد اثر پذیر ہوئے
خادم خدا میں اندوہناک سنگامہ

بتاریخ ۹ دسمبر صبح دس بجے مولانا امیر اسد اللہ صاحب گجراتی
کا وعظ ہوا۔ اتنے میں چند لکھ بند جو حزب اللہ جلالپوری کی
ضلع جہلم کی جمعیت فدائیان کے رکن ہیں۔ مسجد میں وارد ہوئے
ان کے مخاصمانہ رویہ نے مجمع کی توجہ کو ان کی طرف مبذول
کر دیا۔ یہ لوگ شیخ کے بالکل قریب بیٹھ گئے۔ اور ان کا لبید
غلام حمید شیخ پر بیٹھ کر حزب الانصار کے صدر محترم مولانا
ظہور احمد گبوی کی طرف گھور گھور کر دیکھنے لگ گیا۔ مولانا
تقریر کو آٹھے۔ ابھی اپنے دوچار فقرے ہی زبان سے نکالے
تھے کہ اس شخص نے اپنے ساتھیوں کو جملہ ترکیبی دعوت دی اور
خود مولانا ظہور احمد پر بل پڑا۔ مولانا پر کئی ایک لاکھیاں رسائی
گئیں لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت سے غایت کے تصدق

میں مولانا بال بال بچ گئے۔ مجمع میں قیامت کا شور برپا ہو گیا ایک کیرام بچ گیا۔ نہراہا اشخاص بے خاشاک ہو کر بھاگ گئے جلد دہم پریم ہو گیا۔ بیشمار ناکارہ گناہ لوگ لٹا لٹے گئے بہت سے زخمی ہوئے مولانا فضل احمد صاحب واعظ الاسلام کھوکھو کو کئی ایک زخم لگے چند ایک باہمت اشخاص نے ان اٹھ بندوں کو پکڑنا چاہا۔ اس پر ان میں جھگ ہوئی جس کا نتیجہ پچھ بندوں کے حق میں ذیل کن ثابت ہوا۔ پولیس نے مجمع کی تعداد سے ان مسلح فداویوں گرفتار کر لیا جنہوں نے خانہ خدا کی توہین کی۔ پرامن مجمع چلے کر کے مولانا ظہور احمد صاحب پر لڑائیوں برسا کر بیگناہوں کو اپنی شاندار ڈانگوں کا نشانہ بنا کر اپنی وحشت و دربریت کا درخود بڑا نظریں ثبوت دیا۔ ان پر بلوہ کا مقدمہ قائم کیا گیا ہے۔

رات کو پھر جلسہ ہوا۔ مجمع سجد کثیر تھا مولانا قطب شاہ صاحب نے شیعی عقائد کی تردید میں ایک طویل اور موثر تقریر دہائی۔ اس طرح محترم صاحب مسلم بی۔ اے نے فضائل اصحاب نے عنوان پر تقریر فرمائی۔ مودودہ ۱۲ دسمبر بروز آیت فارمولانا بیب اللہ صاحب اترسری نے ترویج مزارائیت پر تقریر کی۔ اس کے بعد ماسٹر محمد بخش صاحب مسلم نے فضائل اسلام اور ملاح رسوم پر ایک بسیط لیکچر دیا۔ دو بجے کے بعد مولانا رحم الدین صاحب وعظ فرمایا اور مرزا لے قادیانی کے لایعنی

امید ہے کہ حکومت عالیہ ان ارباب فساد کو اتنی عزت ناک سزا دیگی کہ آئندہ انہیں یا ان کے فدائی بھائیوں اور بزرگوں کی جرأت نہ ہوگی۔ کس طرح کی اخلاق نوز اور امن کش حرکات کے ترکیب ہوں۔ نیز امید وثیق ہے کہ حکومت عالیہ اور افسران متعلقہ ان با اثر حضرات حزب اللہ سے کسی طرح بھی متاثر نہ ہوں گے۔ بلکہ سازش کا سوراخ لگا کر املی مجرمین کو سچی قاضی گرفت میں لایا جائیگا۔ دھیم عبد المجید خان (علیگ)

(زمیندار مودودہ ۱۲ دسمبر ۱۳۳۲ھ)

شکر

حضرت سید گل حسن شاہ صاحب و مولانا سید نعیم الدین حسن شاہ صاحب کے ذریعہ آبا دن ملک ایران سے ۲۰ خریداروں کا چندہ رسالہ مبلغ لاکھ روپیہ موصول ہوا ہے۔ جزا اھم اللہ خیر الخیر!

ملک کے طوائف میں غم و غصہ کی لہر

متعدد مقامات پر جلسہ ہوا اسلامیہ کی قراردادوں کا خلاصہ خانہ خدی کی توہین اور پرامن مجمع پر جن بد بخت کو اہل اندیش جلالپوری حزب کے رضا کاروں نے حملہ کیا تھا۔ ان کے خلاف مسلمانان پنجاب کے قلوب میں غصہ و غضب نفرت کے جذبات پیدا ہو چکے ہیں۔ بشمار مقامات پر جلسے منعقد ہوئے جن میں ریزولوشن پاس کر کے حکام کو ایسے مفید اور امن شکن گروہ کی طرف توجہ دلائی گئی۔ مؤثر رہنما۔ آزاد و سیاست۔ طریبیوں و تریاپ وغیرہ میں ایسے کئی جلسوں کی روئیداریں طبع ہو چکی ہیں۔ دفتر مجلس مرکز حزب الانصار بھیرہ میں حسب ذیل مقامات کے جلسوں کی روئیداریں اور قراردادوں کی نقول وصول ہو چکی ہیں۔

انجن محمدیہ ہریات تحصیل بھالیہ ضلع گجرات بھون ضلع جہلم خوشاب۔ انوکھر وال ضلع جالندھر۔ شاہ پوری گڑھی ضلع لاہور۔ پٹی ٹھٹی ضلع لاہور۔ چک نمبر ۳۷ ضلع لائلپور۔ شجاع آباد ضلع ملتان۔ سکھر صوبہ سندھ۔ بھیرہ۔ بہرام۔ اگی۔ بھگوارہ۔ کندیر ضلع جالندھر۔ ساگملہ ضلع شیخوپورہ۔ چک ۱۱ ضلع لائلپور۔ پور محمدی ضلع لائلپور۔

کچھ شہنشاہی مہمولاک برہما۔ تملنگ وغیرہ۔

۱۲ دسمبر ۱۳۳۳ھ کو مسلمانان بھیرہ کا ایک عظیم الشان جلسہ جامع مسجد میں زیر صدارت مولانا قطبی صاحب عقد ہوا جس میں حسب ذیل ریزولوشن بالاتفاق پاس ہوا۔
 ۱۔ مسلمانان بھیرہ و مضافات کا یہ اجتماع عظیم ان مفیدین کے خلاف جنہوں نے مورخہ ۹ دسمبر بمقام جامع مسجد بھیرہ حزب الانصار کے چوتھے سالانہ جلسے میں مولانا ظہور احمد صاحب پر فائدہ حملہ کر کے اور مجمع پر بے تحاشا لاشٹیاں برس کر خانہ خدی کی توہین اور اہل اسلام کی تضحیک میں حصہ لیا ہے۔ سخت نفرت و خفارت کا اظہار کرتا ہے۔ اور حکومت کی خدمت میں التجا کرتا ہے کہ وہ مجرموں کو قرار دہی سزا دیکر مسلمانان قلوب کو مطمئن کرے۔ اور اس جرم کے اصلی محرک اور سازش کنندوں کا پتہ چلا کر ان کو مناسب سزا دے۔
 ۲۔ مسلمانان بھیرہ و مضافات کا یہ جلسہ گورنمنٹ کے جلال پوری حزب اللہ کے رضا کاروں کی امن سوا حرکات اور اس خوفناک حلف کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ یہ ہر رضا کار کے خلاف عہد لیا جاتا ہے کہ اگر حزب اللہ کے حکم کی تعمیل میں اپنے ماں باپ اور بھائی تک حملہ کرنے سے

تَشْكُرُ اَمْتَنَان

حزب الانصاف کے جلسہ سالانہ پرنسپل گمراہ اشخاص نے

خاکسار پر قاتلانہ حملہ کیا۔ خداوند کریم کی عنایت سے خاکسار بالکل محفوظ رہا۔ اس ناگہانی بلا سے محفوظ رہنے پر ملک کے طول

عرض سے بیشمار اصحاب کے مبارک نامے روزانہ موصول

ہو رہے ہیں۔ اور عامۃ المسالین نے ہر جگہ خاکسار کی تھمہ مہدی

کا اظہار کیا ہے۔ فرداً فرداً ہر صاحب کو جواب دینا میرے لئے

فصل ہے۔ بذریعہ جریدہ ہذا ایسے تمام حضرات کی خدمت میں ہدیہ رامتنان

پیش کرتا ہوں اور عرض گزار ہوں کہ بارگاہ رب العزت میں میرے لئے

معاف فرماتے رہیں۔ خداوند کریم میرے مخالفین کو معطل نہ ہائیت عطا

کرے۔ اور مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

عاجز: خادم اسلام منظور احمد گبولی بن اللہ

اعلان :- حزب اللہ کا ڈھونگ، جہنم تک نہیں

ہوتا۔ انشاء اللہ دو تین ماہ کے اندر طبع ہوا جائیگا اعلیٰ حضرت پرستید

حافظ مولانا جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث پوری و دیگر علمائے

بریلی، دیوبند، لاہور وغیرہ کے دستخطوں سے ایک فتویٰ شائع ہوا ہے۔

جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ پورانی ہشیرو کا علاج کسی شیعہ سے کرے

اسکی بیعت حرام ہے۔ اور اس کے مرتدین کا فرض ہے کہ اس کی بیعت

انکار نہ کریگا۔ ایسی خطرناک جماعت کا وجود ملک کے امن و

آمان کیلئے مستقل خطر ہے۔ امن و آسائش کے قمار کو قائم

رکھنے کے لئے ذمہ دار احکام کا فرض ہے کہ ایسی جماعت کو

خلاف آئین قرار دیکر ان کی حرکات کی کوئی نگرانی نہ کی جائے

اس ریزولوشن کی نقول اخبارات، گورنر پنجاب،

ڈپٹی کمشنر سرگودھا کے پاس ارسال کی گئیں۔

مزمون کا چالان زیر دفعہ ۱۲۷ ہو چکا ہے مقدمہ

کی سماعت ماہ جنوری میں شروع ہوگی۔ انشاء اللہ مقدمہ

کی روئیداد جریدہ ہذا میں شائع ہوتی رہے گی۔

حزب اللہ کے تنخواہ دار مبلغ اور سید فضل شاہ جلالپوری

کے کچنٹ خصوصی مولوی محمد کامل ہرن پوری نے اخبار

سنت یا مورخہ ۲۲ ستمبر میں ایک بیان شائع کیا ہے

جس میں اپنے آقا کا حق نمک ادا کرتے ہوئے مالک حقیقی

کے احکام کی قطعاً پرواہ نہ کرتے ہوئے جی بھر کر جھوٹ لولا

ہے جو آدمی اس بیان کو پڑھتا ہے حیران رہ جاتا ہے

مولوی جو کہ بایں ریشہ نش و دواعئے زہد و تقدس اس قدر

کذب بیانی اور سرسرا فراتر سے کام لیتا حد درجہ شرمناک

ہے۔ دیگر عینی شاہدوں کے بیانات اس کی تردید میں اخبار

میں شائع ہو چکے ہیں۔

فخ کریں۔ یہ فتویٰ ایک آنکھ کا ٹٹنے پر دفتر مجلس مرکز حزب الانصاف بھیرہ نجات مفت ملکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت محمد مہم عالم قبلہ حافظ مولانا محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین ریال شریف نے بھی اس بارہ میں فتویٰ دیدیا ہے۔ یہ فتویٰ انشاء اللہ اشاعت آئندہ میں وسیع ہوگا۔

سو سنار کی نہ ایک لومار کی

صادق و کاذب کی جانچ

(از مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوری)

عنوان صدر کے ثبوت میں ہم ایک روایت فقہ الرضا کی نقل کرتے ہیں۔ عن زید بن اسحاق قال جاء عبد الله بن عمير الى ابي جعفر فقال ما تقول في منعه النساء فقال احلها الله فكتابه وعلى لسان نبیہ خفی حلال لے یوم القیامہ فقال یا ابا جعفر مثلك یقول هذا وقد حرّمها امیر المؤمنین ع فقال انی عندك ان تحل شیئاً قد حرّمہ عمر فقال فانت علی قول صاحبك وانا علی قول رسول الله - فہم الامت ان القول ما قال رسول الله وان الباطل ما قال صاحبك قال فاقبل علیہ عبد الله بن عمیر فقال یرك ان نساك ونباتك واخوانك یفعلن فاعرض عنہ

الوجحف وعن مقاتلہ حین ذکر نسائہ ونبات عمرؓ فرجہ:۔ امام رضا راہ بے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر امام باقر کے پاس گئے اور یہ سوال کیا کہ آپ عتقہ کی نسبت کیا فرماتے ہیں ارشاد ہوا کہ اس کو خدا نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول کی زبانی حلال فرمایا ہے۔ سو یہ قیامت تک کے لئے حلال ہے ابن عمر نے کہا آپ امام اور ایسی بات کہیں حالانکہ حضرت عمر اس کی حرمت کا اعلان فرما چکے ہیں امام باقر نے کہا۔ اچھا تم اپنے حضرت امیر المؤمنین کے قول پر رہو اور ہم رسول اللہ پر رہیں گے یہ کہتے کہتے امام باقر کا جوش بڑھ گیا۔ درخت لگے اچھا آؤ ہم تمہا بلکہ کہیں کہ رسول اللہ کی بات سچی اور عمر کا قول جھوٹا ہے۔ تب تو ابن عمر کو بھی غصہ آ گیا۔ اور صاف صاف کہہ نکلے مسکت جواب دیا کیا آپ کو اچھا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے یہاں کی عورتیں اور آپ کی بیٹی اور حقیقی چچا زاد بہنیں متعہ کیا کریں۔ اس پر امام باقر بغل جھلکنے لگے اور ابن عمر اور اس کے جواب سے گریز فرمایا۔ اگر امام صاحب اپنے دعویٰ میں سچے اور قول کے کچے بلا عنہ و باہر پر تیار حکم خدا و رسول پر جان نثار تھے تو یہ عتقہ سے بیزار تھے تو پھر ابن عمر کی گذارش پر کبھی دم بخود رہ گئے۔ اور کمال طہیت اپنے اہلبیت مطہرات کی ترقی درجات پر مست قلبی کا اظہار نہ فرمایا۔ اور وعید خداوندی فلا وریا لا یومنون حتی یحکموک فیما یسعی بینہم ثم لا یجد وانی الفہم حرجا ح

روایت زر ارہ کی نقل کی ہے۔ مگر ان الباطل ماقال صاحبک کے بعد الحیث کر کے چلتے ہوئے اور فاقبل علیہ عبد اللہ بن عمر سے چھوڑ دیا۔ اور کیوں نہیں حضرت امام کی طرف سے خودی جواب دینے کو تیار ہو گئے۔ دیکھئے اب کون کون اس کے جواب کی ہمت کرتے ہیں۔ و السلام علی من اتبع الهدی

سینماؤں کے ذریعہ مسلمانوں کی تباہی و بربادی

(از مولوی محمد ادریس صاحب تحصیلدار نیشنل کالج۔ آگرہ)

۵۔ دین و ایمان ڈھونڈتا ہے ذوق کیا اس وقت میں
اب نہ کچھ دیں ہی رہا باقی نہ ایسا ہی رہا
مغربی تہذیب و تمدن نے جہاں بیینی بے پردگی اور آزادی
کا ہر بند و تسانوں میں دوڑا دی ہو وہاں ایک نوح افزائیت
سینما بھی ہے۔ سینما دو قسم کے ہیں۔ ایک سٹیج میں متحرک تصاویر کے
ذریعہ ڈرامہ دکھایا جاتا ہے۔ اور دوسرا ٹاکی جن میں ایکڑ ایکٹرس
گاتے اور مکالمہ گفتگو بھی کرتے ہیں۔ سامعین اس کو اسی طرح سنتے
ہیں جس طرح تھیٹر میں سنا کرتے ہیں۔ ٹاکیز کو لوگ اب اس قدر پسند
کرتے ہیں کہ اس کی موجودگی میں تھیٹر میں بہت کم جاتے ہیں۔ اور
اس لئے تھیٹر جگہ ماند پڑتا جاتا ہے۔ کیونکہ اخلاق دین و وقت
زیادہ صرف ہوتا ہے۔ ۲ بجے سے ۲ بجے ۲ بجے ۲ بجے

تقصیت و تسلیمات کے مورد اور کبوتر مقتنا عند اللہ
ان تقووا مالا تفعلون ۵ کے مصداق بنے۔ نوذواللہ
اونچی انک والے حضرات شیعہ! آپ کے ایمہ کی صداقت و
حقانیت کا راز فاش ہو چکا۔ اب آپ بھی اگر اپنے دعویٰ حلت
و فضیلت متعین سچے ہیں تو آپ ہی اپنے امہ کی طرف سے
ابن عمر کا جواب دینے کو تیار ہو جائیے ورنہ غالی غولی زلے دعوے سے
توبہ کبھی۔ وما یلک الا البلاغ۔ بزرگوں کا قول ہے ع
ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگران پسند

کیا یہ ساری لن ترانیان حلت و فضیلت متعہ کی فقط
دوسروں کی آبروریزی کے لئے ایجاد ہوئی ہیں اپنے متعلقین
کے لئے کچھ بھی نہیں۔ حتیٰ تو یہ ہے کہ اگرچہ علماء اہل سنت
نے علمائے شیعہ کو بدلائل یقینیہ سوطر حرم متعہ سمجھا دیا۔
مگر دوسروں کا گھرتانے والے کب سمجھنے والے تھے۔ امید ہو اب
ابن عمر کے سوال سے ان ہوش و جوش بھی رست ہو جائیں گے
اور عوام شیعہ پر اپنے علماء و مجتہدین کی حقانیت کا راز بھی فاش ہو
جائیکا۔ فاعتبوا یا اولی الابصار۔ ابن عمر کا سوال
تو ایسا ہے جس کے جواب کی اکابر شیعہ کو کہاں جرات ہوتی ہے۔ ان میں تو
اس کے سوال کی نقل کی بھی جرات و ہمت نہیں ہے۔ دیکھو حض
ضربت جبدیہ نے فائدہ عاشرہ کے حدیث پانزدہم میں یہی

چلتا ہی اڑا لکیریں زیادہ سے زیادہ ڈھائی گھنٹہ میں کھیل ختم ہو جاتا ہے۔ یوں تو ہر انگریزی اخبار اور بعض اردو اخبار میں سنیمیا ٹاکیز کے اشتہار لگتے رہتے ہیں اور شائقین ان کو نہایت پسند کرتے ہیں۔ اور ان میں قضا کر کے اور وقت کا لکھ سنیمیا ہل کو زینت دیتے ہیں۔ مگر وہی کا ہوا زمانہ انگریزی اخبار پیش سال نے پبلک کو متوجہ کر نیک ایک نیا انداز اختیار کیا ہے۔ اس نے اپنی ۱۵ اکتوبر ۱۳۳۷ء کی اشاعت میں مس لوجیا۔ مس زیب النساء اور راجکمار کی بردوان کی دلکش تصاویر اور ان کے مختصر حالات شائع کئے ہیں۔ اول الذکر نے ڈرامہ ماہوری میں اڈ ثانی الذکر نے الہ دین عجیب غریب چرخ میں اور راجکمار نے مشہور ٹاکیز میں اپنے اپنے جوہر ثبت فلم ایکٹرس دکھلائے اور پبلک سے خراج تحسین حال کئے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی فلم ایکٹرس ایسی ہیں جن کے حسن اور گانگنی ترفیق و قفا وقتاً اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوتی رہتا ہے۔ اس کا قیود بطور یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ نوجوان اور دیگر شوقین مزاج اور ادھیڑوں رسیدہ بزرگان قوم جن پر انگریزی تمدن کا رنگ چڑھ چکا ہے۔ ان تصاویر و حالات کو پھر بوق جوق سنیمیا میں جلتے اور بردوان دہن سے زیادہ سنیمیا ٹاکیز کمپنیوں کے جیب بھرتے ہیں۔ ایک دوست مجھ سے بیان کرتے تھے۔ کہ خاص طور پر ڈراموں میں ہندوؤں سے زیادہ مسلمان نظر کرتے ہیں اور اسکی وجہ یہی ہے کہ انکو ایسے ہمواد لب میں پیسہ خرچ کرتے ہوئے ذرا دلچسپی نہیں ہوتا۔

فی زمانہ ان کے لئے سنیمیا میں جانا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کلب کی حاضری سنیمیا انسانی جذبات اور خواہشات کیلئے ایک لا علاج دوا بن گیا ہے۔ اور جس طرح بے پروگی تعلیم یافتہ مسلمانوں میں پھیلی جاتی ہے سنیمیا کا دیکھنا بھی مغربی فیشن کا ایک جزو قرار دیا گیا ہے۔ انگلش سنیمیاؤں میں شگے اور برہنہ نچ دکھائے جاتے ہیں عالیشان وحشوت کھلے خزاندہ بازی کرتے نظر آتے ہیں تو ہندوستانی سنیمیاؤں میں نیم مریاں قصی استفا بوس و کمار چاسوز کوک جہنمک بکالہ اور گفتگو میں فحش ترکیبیں اختیار کی جاتی ہیں۔ جن سے بجائے کسی اچھی صحبت حاصل کرنے کے اخلاق پر نہایت برا اثر پڑتا ہے۔ ان ڈراموں کے دیکھنے سے خواہشات ابھرتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج ان سنیمیاؤں کے ذریعے سے جتنے اخلاق خراب ہو رہے ہیں انکوئی دوسرا ذریعہ محراب اخلاق نہیں ہے۔ سنیمیا کا دیکھنا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ خدا جانے کس وقت نیت خراب ہو جائے۔ ابتدا میں ایسے ڈراموں کے دیکھنے کے بعد نوجوانوں اور ناسخ لڑکیوں کو عشق کے کوچ میں قدم کھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے وہ ایک ناسلیم چیز کو محسوس کر کے خود اپنے آپ کو ازبائش میں ڈالتے ہیں۔ پھر قدم آگے کو بڑھتا جاتا ہے۔ اگر نوجوانوں کو مستودہ مطلوبہ کے شے میں ناکامیابی ہوئی۔ تو شاہان بازی میں سے کسی کو منتخب کر کے اس سے آشنا ہو کر پیڑا کرتے ہیں۔ اور اس طرح جلتی کے جوشیم ان میں سربت کر کے تھوڑے عرصہ میں انکو خاص عیاش اور تمنا بین بنا دیتی ہے۔ (باقی آئندہ)

قسط ہفتم

کلام مرزے قادیانی متہ ترجمہ اردو

مولوی ثناء اللہ صاحب پرفتنی کفر

۱. یٰمُؤْمِنُوں قَاہِرُوں کُلِّ مَنْ كَانَ فِی السَّمَاءِ فَمَا نَزَّلْنَا بِیَا مَعْشَرَ الْبَشَرِ اِنْ لَمْ تَكُنْ تُنْقِصُوا
 میری تعذیب تو آسمان و کائنات میں۔ میں اور میں کو کیا چیز ہے اگر انکار کرے

۲. وَاِیُّ قَبْلِ لَحَبٍ فَخْشُوْا قَتْلُکُمْ وَاَلْحَسْبُ لَکُمْ فِیْ مِثْلِ نَحْسٍ یَّتَنَکَسُّ
 ایک شمشیر سے پہلے تم کشتہ ہو گے۔ اور تم کو کیا چیز ہے جیسے تم کو ایک شمشیر کی طرح

۳. اَلْمُرَاتِبِ الْغَیْبِ کَہَا اِسْمِ وَاَسْبَغِیْ وَاِنِّیْ مُسْتَهْزِءٌ وَمُعْتَابِ
 میرا پرستش کی غائب کی گشتہ ہے۔ اور میں ہوں ہنسنا اور ہنسنا اور ہنسنا اور ہنسنا

۴. اَفَاَبْتَ حُبَّکُمْ عِظَامِیْ جَمِیْعَہَا وَهَبْتُ عَلٰی نَفْسِیْ دِیَارَہَا مَکْشَرًا
 اس کی محبت نے میری ہڈیوں کو کھلادیا اور میری نفس پر اس کی ہڈیوں کو کھلادیا

۵. خَرُوْا اَحْصِیْ نَفْسِیْ فَاِنِّیْ مُعْجَبٌ عِبَادَ عِظَامِیْ قَدْ سَقَطَ ہَا صِرَاحُہَا
 میری نفس کو کھال پڑو اور میری نفس کو کھال پڑو اور میری نفس کو کھال پڑو اور میری نفس کو کھال پڑو

۶. اِذَا مَا کَفَّ وَتَقٰی فَلَا وَتَقٰی لَدُنَّیَا مَعِیْنٌ لِّیَا کَلِیْدٍ اٰخَرِ
 جب میرا وقت گزر جائیگا تو بعد اس کے کوئی وقت نہیں ہے میرا پاس ہے میرا پاس ہے میرا پاس ہے

۷. وَاَعَا حَسَامٌ لَا یُؤَخِّرُ وَوَقَعُ وَصُوْیْ عَلٰی اَعْدَاؤِہِیْ مَقْفَرًا
 میرا کھال ہمارا ہے میرا کھال ہمارا ہے میرا کھال ہمارا ہے میرا کھال ہمارا ہے

۱. وَ اِنِّیْ اَبْلَغُ عَنْ مِلَّتِیْ حُرَّیَّةً اور میں اپنے بلوغت کا پیغام پہنچا رہا ہوں

۲. تَصَدَّقْ بِالْمَقْرُورِ الَّذِیْنَ فِیْ ذَوْبِ عَشْرِ دین کی ہر ایک ہونٹ سے ایک سو روپے

۳. مَلَکِیْنِ اَمْرِیْنَ مُقْبِلِیْنِ عِنْدَ سَرِّیْہے میری طرف سے دو ملازمین

۴. وَ مِنْ مَّحَبَّتِیْ لَکُمْ اَنْتُمْ اَوَّلُیْنَ اور میں تم کو پہلے سے تم سے میری محبت ہے

۵. فَهَلْ قَامَ اَمَّا اَوْضَعُہُمْ اَوْ اَعْبَہُمْ اور تم کو کیا چیز ہے اگر انکار کرے

۶. وَ اَلْحَسْبُ لَکُمْ فِیْ مِثْلِ نَحْسٍ یَّتَنَکَسُّ ایک شمشیر سے پہلے تم کشتہ ہو گے

۷. اَلْمُرَاتِبِ الْغَیْبِ کَہَا اِسْمِ میرا پرستش کی غائب کی گشتہ ہے

۸. اَفَاَبْتَ حُبَّکُمْ عِظَامِیْ جَمِیْعَہَا وَهَبْتُ عَلٰی نَفْسِیْ دِیَارَہَا مَکْشَرًا اس کی محبت نے میری ہڈیوں کو کھلادیا

۹. خَرُوْا اَحْصِیْ نَفْسِیْ فَاِنِّیْ مُعْجَبٌ عِبَادَ عِظَامِیْ قَدْ سَقَطَ ہَا صِرَاحُہَا میری نفس کو کھال پڑو اور میری نفس کو کھال پڑو اور میری نفس کو کھال پڑو اور میری نفس کو کھال پڑو

۱۰. اِذَا مَا کَفَّ وَتَقٰی فَلَا وَتَقٰی لَدُنَّیَا مَعِیْنٌ لِّیَا کَلِیْدٍ اٰخَرِ جب میرا وقت گزر جائیگا تو بعد اس کے کوئی وقت نہیں ہے میرا پاس ہے میرا پاس ہے میرا پاس ہے

۱۱. وَاَعَا حَسَامٌ لَا یُؤَخِّرُ وَوَقَعُ وَصُوْیْ عَلٰی اَعْدَاؤِہِیْ مَقْفَرًا میرا کھال ہمارا ہے میرا کھال ہمارا ہے میرا کھال ہمارا ہے میرا کھال ہمارا ہے

یہ حال ہے کہ فی السماء نہیں لاسکا۔ پھر تعجب ہے کہ کفر کا ترجمہ انکار کیا ہے۔ کیا شکر نہیں لایا جاسکتا تھا؟
۷۔ ناظم نے اپنے آپ کو خدائی کشتہ ظاہر کیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میری لاش برصورت نہیں ہوئی حالانکہ مرتے وقت پانچ دست آتے تھے۔ اور دو تین دفعہ آتے سے سارا رنگ سیاہ چڑ گیا تھا۔ اور ہیفنہ کی موت سے شناخت نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ یہ کون ہے؟ یہ حال ناظم نہ تو اس نظم کے وقت مردہ تھا۔ اور نہ شہداء میں خیال کہا جاسکتا تھا کہ عشق الہی نے کشتہ کیا ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جتنا یہ جماعت علی شاہ صاحب قبیلہ کی بددعا سے وہ مبتلا ہو کر مرا تھا۔ کیونکہ آپ نے کئی دفعہ انہوں کو لاہور کے جلسوں میں بددعا کی تھی۔ کہ یا اللہ یہ مصیبت ہم سے دور کر۔ پھر جس ات وہ مرنا ہے۔ علی الاعلان بھری مجلس میں کہہ دیا تھا کہ میں پیشینگوئی کرتا ہوں کہ جو میں گھنٹے میں مرنا مر جاؤں گا سو ویسا ہی ہو گا کہ رات کو آرام کے ساتھ کھانا کھایا۔
آرام کی نیند ہو رہی تھی کہ قہر الہی نے ہیفنہ کی صورت میں آدبوچا۔ اور صبح سات بجے اس کا خاکہ کر دیا۔ اور یہ ایسا واقعہ ہے کہ جس کی تردید آج تک کسی مرزائی سے نہیں ہو سکی۔

۸۔ کہا ہے کہ میں رضا مندی کے لئے گھوم رہا ہوں یہ کیوں نہیں کہا کہ دوران سر کی بیماری سے میری ہوش

کھٹکے نہیں کیونکہ عاشق عشق میں حیران پھر تا ہے
رحنا میں حیران نہیں پھر تا صغیر کی جگہ صغیر
لا نا اس امر کی صاف دلیل ہے کہ ناظم کی دماغی حالت درست نہ تھی۔ بلکہ یہ شعہ ظاہر کرتا ہے کہ ناظم کا مراق قطرب کے درجہ تک پہنچ چکا تھا۔ اہل طب ذرہ غور سے اس کو پڑھ کر لطف اٹھائیں۔

(۹) پھر اسی دورے کی شکایت کی ہے کہ اس بیماری نے تو میری ہڈیاں بھی کھالی ہیں۔ اور یرج بولاسیر کی شکایت سے میرا بدن ٹوٹ رہا ہے۔ اور بعضا شکنی کی حالت پیدا ہو گئی ہے۔ ورنہ تو عشق الہی کے متوالے ایسی بیماریوں میں مبتلا نہیں ہوتے اور نہ مشک غبر اور ٹانگ و اپنی استعمال کرتے ہیں۔

۱۰۔ ملاحظہ ہو کتاب مصنفہ حکیم محمد حسین لاہوری موجب مضرع جہنری سے بدو خطوط ایام بنام غلام جس میں ان سے خوف یہ طور پر شراب وغیرہ کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ پھر یہ خوب لکھا ہے کہ میرے نفس پر ہوا ایں چلتی ہیں یہ خوب ہے کہ ایسی آندہ بیوں سے مکان نہ گرا۔ مگر سات

کو ٹھٹھریوں کے اندر ہڈیاں توڑ ڈالیں۔ یہ بھی تعجب، بحر مجتہد ہو پڑہ کر شعر بنایا ہے۔ اور کھانا کی جگہ جیدہ استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناظم کو جمیع اور کل میں سدرق حاصل نہ تھا۔ پھر نگہیں

کا ترجمہ توڑے والی لکھ کر اور بھی چار چاند لگا دیے
ہیں۔
۷۵۔ بچیم و شجیم ہوتے ہوئے میرے ناظم نے لکھا ہے
کہ میری ہڈیاں ہوا میں غبار نیکر اڑ گئی ہیں۔ بنی نیکر
ایسا جھوٹا شایکہ کتاب البریہ کا کشف پیش نظر
ہو گا۔ کہ ایک دفعہ میں خدا کے اندر گھس گیا۔ اور
ایک دفعہ وہ خدا مجھ میں گھس گیا۔ اور انا منک
وانت صنی کا نظارہ دکھایا گیا۔ اس موقعہ تفتیش
کا لفظ سیالکوٹ کی ملازمت کی تصدیق کر رہا ہے۔ کہ
واقعی ناظم تین سال تک وہاں ملازم رہا ہے جس طرح
کا لفظ تیار رہا ہے۔ کہ ناظم کو قافیہ شناسی کا بھی علم نہ
تھا۔ کیونکہ اسے شاعر بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب ایک
موقعہ پر قافیہ میں لفظ لایا جائے۔ تو اخیر تک بنھنا
پڑتا ہے۔ اسماعیل کا یہ عذر کہ اس کی نظیر ایک شاعر
کے کلام میں موجود ہے۔ اس اصول کو نہیں توڑ سکتا
کیونکہ ایسے بلا قاعدہ تمام شعر قابل اعتراض ہو کر رہتے
ہیں۔ ایک کا گونہ کھانا دوسرے کے گونہ کھانے
سے درست نہیں ہو سکتا۔ علاوہ بریں جس شخص
کو تعدی کا دعویٰ ہو۔ اور یہ کہنا ہو کہ یہ الہامی نظم
ہے۔ تو اس کے لئے ڈوب مرے کا مقام ہے۔ کہ ایک
تو غلطی کرنے اور پھر اس غلطی پر اتر آیا جائے سچ ہے

کہ پیرنچے پر نذر مریدان سے پرانہ ناظم اگر آج
زندہ ہوتا۔ تو غالباً اپنی غلطی کا اعتراف کر ہی لیتا۔ اب
مرید بتائیں۔ کہ اس شعر میں کونسا کمال دکھایا ہے۔ کیا
یہی کہ میں ہر مٹا ہوں۔ کیا یہ بھی کوئی شاعرانہ مذاق ہے
جو اس موقعہ پر متقاضی ہو رہا ہے۔ پیر سخت افسوس ہے
کہ یوں بھی کہہ دیا جائے۔ جو حسن تفتیشی نہ حوصلہ کا
صلہ بیان کیا ہے۔ اور نہ تفتیش کا۔ بلکہ دونوں کو لٹ
منڈ چھوڑ دیا ہے۔ کیا بل بوتے پر اعجاز کا دعویٰ کیا ہے
پھر یہ غضب کیا ہے۔ کہ حریص اور تفتیش کو ایک جگہ
جمع کر دیا ہے۔ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہاں کسی قادیانی
محاورہ میں ایسا مرکب ملتا ہے۔ تو کچھ تعجب نہیں۔
۷۶۔ پہلے مصرعہ کو دوسرے مصرعے کے کچھ ہی تناسب نہیں
ہے اور جب اس شعر کو پہلے شعر کے بعد ملا کر پڑھا جائے
تو اور بھی وحشت پیدا ہوتی ہے۔ ہاں یہ پہلے مصرعہ
کو کچھ طلب نہیں بنتا۔ کہ میرے وقت کے بعد کوئی
وقت نہیں کہیںسا جھل کلام ہے۔ کیا ناظم کی موت کے
بعد دنیا کا بھی خاتمہ ہو چکا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے۔ تو
پھر نیرزائی تعلیم میں کیوں دوج کیا گیا ہے۔ کہ آئندہ بھی
رسول آکر بیٹھے۔ اور یہ کیوں کہا ہے۔ کہ ہمارے پاس
صاف پانی ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ کیا وہ قادیانی کی
جوہر کا پانی ہے۔ یا محلات کی گندی نالی کا پانی۔ اگر یہ

فیض کا پانی مراد ہے۔ تو یہ کہتا غلط ہو گا۔ کہ وہ لاثانی ہے۔ کیونکہ حسب تصریح تعلیمات قادیانیہ فیض لست سب سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ اور بروزی نبوت ایک نقلی نبوت ہوتی ہے کہ صلی نبوت کے مقابلہ پر کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی، شاید غلبہ مرض میں یہ لفظ کہہ دیکر ہیں۔ کیونکہ غلبہ مرض کے وقت آپ کو ایک فکروں اسٹیو میں تقریر کرتے ہوئے خون کی تے ہو گئی تھی۔ جس سے تیس دن کیلئے جیل کے مقدمہ میں پیش نہ ہو سکے تھے۔ اس لئے شاعرانہ مذاق بھی ان کو مخدور سمجھنا ہے مگر تعجب ہے کہ وہ وقتی اور لدنیائیں کوئی بھی تناسب نہیں ہے۔ اگر ظاہری الفاظ پر فتویٰ لکھا یا جائے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ناظم ایسے فیض کا مدعی ہے۔ کہ فیض محمدی بھی محاذ اسد اس کے برابر نہیں ہے۔ اگر ان لیا جائے کہ بطور تنازع یہ فیض بھی محمدی ہی ہے۔ تو اپنی طرف منسوب کرنے سے باقی انبیاء کی توہین ہوتی ہے مگر ہوا کرے ناظم کو کیا پرواہ ہے۔ اسے تو لینے حلوے مانڈے سے کام ہے۔ مرید جیسے تریں۔ وہ خود زمین و آسمان کے قلابے ملا لیں گے۔

۷۷۔ ناظم نے اپنے حملے اور دعا کو تکرار قرار دیا ہے اور یہ واقعی انوکھی تشبیہ ہے۔ پہر کا یوخر وقعہ میں کسوة السلف کا مضمون بیان کیا ہے۔ واقعی تجدید شعری

کی دعا کا طالب ہے۔ پہر اپنے دشمنوں کو اعدا اور باہمی لکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس شعر میں ناظم خدا منظر بن چکا ہے۔ ورنہ یہ مناسب تھا۔ کہ اعدائی لکھتا۔ رائے اس تقدس کا بڑا عرق ہو اس نے کئی ایک بھولے بھالوں کو تباہ کر دیا ہے۔ ناظم کو بھی اتنا خیال نہیں آتا۔ کہ اس کی کون سی دعا بغیر جائزہ آرائی کے پوری ہوئی۔ اور یا کسی اندازی بدوعائے وہ کام کیا۔ جو جناب صوفی جماعت علی شہ صاحب کی دعائے کام کر دکھایا تھا۔ اور چوبیس گھنٹے میں وہ کام کر دکھایا تھا۔ کہ ناظم کی ساری دعاؤں نے وہ کام نہیں کیا تھا۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ ناظم نے کتاب اوصیتہ لکھ کر پہلے ہی بتا دیا تھا۔ کہ اس کی موت قریب ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہوتا۔ کہ ناظم کی کسی پیشین گوئی میں چوبیس گھنٹہ کی تصریح موجود نہیں ہے۔ اس لئے جناب شاہ صاحب کی بدوعائی منظور میں کوئی شک نہیں ہو سکتا یہ بھی یاد رہے۔ کہ صولۃ کی حکمہ حوالہ کا استعمال کرنا خلاف مذاق ہے۔ اور مفق اس سے بھی نڈیا وہ وحشت آمیز ہے۔

۷۸۔ ابلغ کی جگہ ابلغ پڑھنا درست نہیں تھا۔ کیوں پڑا۔ ضرورت شعری نے مجب کیا تھا۔ تو باقی اشعار کہاں سے درست تھے۔ کہ ایک شعر میں ایسی ضرورت

کو جائز تصور کیا جاتا۔ اور علی الحق المذنب کا ترجمہ در روشن حق ہوں کیسے درست ہے؟ المذنب مضموم الراد کا صلہ علی الحق کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر منیر کجسر الراد پر ٹھہرا جائے تو اردو ترجمہ کیسے صحیح ہو گا۔ غالباً مفرج عنبری کا استعمال مقدور سے زیادہ ہوا ہے۔

ناظم نے یہ کیا کب ہانک دی ہے کہ میں وحی رسالت لے کر آیا ہوں۔ بتائے کوئی کتاب ناظم پر نازل ہوئی یا کوئی وحی رسالت نمودار ہوئی۔ اس سے مراد اگر وحی الہام ہیں جو مکروہ شے کی طرح ناقابل التفات ہیں۔ تو سخت افسوس ہے کہ مخالفین اسلام کو بھی یہ جرأت ملانی ہے کہ وہ بھی اسی قسم کے الہام مانگنے لگ گئے ہیں اور یہ بھگتیشو کی عربی اور ناظم کی عربی نثر دونوں ہماری نظر میں یکساں ہیں۔ استخوانیہ تین فقرے ملاحظہ ہوں (۱) کتاب الولی ذوالفقار علی (۲) سبحانہ تعالیٰ مراد مجدک۔ (۳) یسئلون عن شانک قل اللہ۔ اگر کوئی مرزائی ان کی صحت ثابت کرے تو ہم اس کو مان لیں گے۔ کہ وہ واقعی ابوبکر سلا مرے کا ربوز ہے۔

۷۵۔ پہلے شعر میں منیر ذکر کیا ہے۔ اور اس شعر میں ٹنگ بندی ملانی ہے۔ کہ وہ منیر یعنی آفتاب اسلام کی آمد کیسے گہرا ہو گیا ہے۔ اپنے منہ سے میا

مٹھو۔ ناظم کو کس نے نذر کا خطاب دیا ہے۔ شاعر تحفہ تو فرما رہا تھا۔ نذر کب سے شخص کیا تھا۔ تو پھر کیا سوچ کا یہ کام ہے۔ کہ منیر بنے۔ یہ کیسی بے ٹنگی بات کہدی۔ اس پر بھی کب مایہ۔ کہ وہ نذر ہے یعنی اس کا تذکرہ ہونا تسلیم ہو چکا ہے۔ بھلا کس نے تسلیم کیا؟ پھر یہ کیا کہد یا بیند سرا ب ڈراتا ہے سخریں تو کوئی انداز لفظ موجود نہیں ہے۔ کسی خارجی واقعہ کی طرف اشارہ ہو۔ تو حاشیہ پر کجہ۔ بنا چاہیے۔ بتا۔ یہاں یہ تو مقام مذکریت وصول لگے تھے طبیعت قابو میں نہ رہی۔ بے ہنگم اپنی رسالت منوائے لگ گئے۔ واقعی بے سلیقہ آشکارہ کا منور اس نظم سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔ بھلا کوئی مرزائی کہہ تو جائے۔ کہ نذیر من الرحمن کا ترجمہ اس طرح کیسے درست ہو سکتا ہے۔ کہ ایک نذیر کھڑا ہوں، مگر یاد رہے جواب کہتے وقت یہ ملحوظ رہے کہ ناظرین مرید نہیں ہیں مسلمان ہیں۔ کوئی کام کی بات کہنا۔ یوں ہی نہ کچھ ہانک دینا۔

۸۰۔ یہاں یہ مقبیل کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے۔ شاید اس لئے کہ وہ بے معنی تھا۔ کیونکہ پنجابی میں مقبول اور پیار کی جگہ مقبیل بولتے ہیں۔ ورنہ کوئی عربی محاورہ پیش نہیں کیا جاسکتا جس میں کہ مقبیل بمعنی محبوب لیا گیا ہو۔ اور یہ کہنا بیجا ہے کہ مقبیل خدا کی طرف توجہ کرنے والا امر

ہے۔ کیونکہ پھر اسی اللہ ہوتا ضروری تھا۔ کہ عند ما بہ
مہاجرت سے پہلے ہی بے معنی ہے۔ کیونکہ نجات اس
کو دلائی جاتی ہے جو کسی مصیبت یا قید میں گرفتار ہو
مگر عقیدہ میں کالفاظ یہ مفہوم او نہیں کرتا ہے۔ اگر
مان بھی لیا جائے تو یہ کیسے صحیح ہوگا۔ کہ ناظم دین کو
نجات دینے والا تھا، یہ کیا حاورہ ہے۔ مسیح علیہ السلام
بنی نوع انسان کے منجی شہور تھے۔ یسوی علیہ السلام
منجی بنی اسرائیل تھے۔ مگر میرزا صاحب ہیں کہ منجی اسلام
ہیں۔ خوب اور بہت خوب !!!

۸۱۔ مہینہ ٹکسٹ اور مہینہ کالٹن اچھا مرزا ہیں۔ اور اگر ان
محاورات سے چشم پوشی کی جائے تو یہ کہنا غلط ہوگا۔ کہ
ناظم نے اسلام کو فتنہ سے بچایا۔ بلکہ صحیح یوں ہوگا۔ کہ اسلام
میں ایک نیا فتنہ قائم کیا۔ یا یوں کیا جائے کہ فتنہ مسیحیت
شیراز سے شروع ہوا تھا۔ جس کی پختہ ناظم نے کر دی تھی
اور جو کچھ کہ مسیح شیرازی نے کہا تھا۔ اسی پر ناظم بھی جتنے
المقدور پابند رہا جسکی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ کسی ایک
مستقل رسالہ میں لکھی جائیگی۔ یہ بھی یاد رہے کہ مہینہ
کا ترجمہ بلاؤں سے نہیں ہوتا۔

۸۲۔ آسرو دھوکہ بالکل غلط ہے۔ ناظم نے آسرو دھوکہ
الہ کیا ہوگا۔ اور بے ساختہ آسرو دھوکہ لکھا گیا ہوگا۔
پھر مریدوں نے اس غلط لفظ کو وحی الہی سمجھا کر سچی سچی سے بالا

تصور کیا ہوگا۔ ورنہ صاف ظاہر ہے۔ کہ بار بار چھپنے پر بھی
اس کی تصحیح نہیں کی گئی اور نہ ہی یہ خیال کیا گیا ہے۔ کہ
اس دو وزن میں بھی نہیں آ سکتا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمہ
خانہ آفتاب بہت۔ دوسرے مصرعہ میں شیر بھڑیا طلب
کیا ہے۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ کیوں طلب کئے ہیں۔ کیا
آیات و ردوں کو دکھائے جاتے ہیں۔ یا آیات کے لئے
دیکھنے والی بھی حجرات کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا بے
لطف کلام ہے۔ بغیر حاشیہ آرائی کے کوئی مطلب نہیں
نکلتا۔ پھر یہ غرض کیا ہے۔ کہ اخیر کو اوپر چڑھا
جسے کیا اس کی بھی کوئی نظیر مشین کی جاسکتی ہے۔ یا کیا اس
کو بھی ہمزہ و صدیہ خیال کر دیا تھا۔ یا کہیں دیکھا تھا۔ کہ
اخیر کو بغیر ہمزہ کے بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اگر اوپر
پڑھیں تو اور بھی شعر کا استہناس ہو جاتا ہے۔ یوں کہنا
غلط ہے۔ کہ ناظم نے اپنے آپ کو بھڑیا کہا ہے۔ مغنا
اللہ مرید ہو کر ایسی گستاخی کہ اپنے پیر کو بھڑیا کہیں بیشک
کسی کیشیاور بہادر کہنا شرافت کے موقع پر استعمال ہوتا
ہے۔ مگر خاکستری اور خلی بھڑیا یا ایسے موقع پر استعمال نہیں
ہوتا۔ اگر یہی مطلب دیا جائے۔ کہ ناظم یوں کہتا ہے۔ کہ کیا
میں بھڑیا ہوں۔ کہ تم نزدیک نہیں آئے؟ تو ترجمہ صحیح ہے
ہوگا۔ کہ کیا کوئی دلیر ہے یا شیر ہے یا بھڑیا؟ مرید
تو بہتر ہے ناظم بلاؤں مارتے ہیں مگر میر بھی کچھ ایسا بولا

جھوٹا کہا تھا۔ اس لئے ان کا فلان مخفی راز ظاہر ہو گیا تھا۔ حضرت! اس طرح الابسنے نہیں دیئے جاسکتے۔ کوئی کام کی بات کرو۔ اگر یہ کہا جائے کہ ابھی اس پیشینگوئی کا انتظار ہے۔ تو میں کہوں گا کہ مستحکم کیوں کہا۔ چاہے تھا کہ سوف تحکمہ کہتے۔ یہ حال یہ شعر سخت بے جوڑ ہے۔

۸۴۔ تمام مخالفین کو دعوت دی ہے۔ کہ میرے مقابلہ پر اعلان لکھو۔ ویکسپس کس کا اعلان صحیح ہے۔ اور کس کا غلط؟ قلمیں بھی تراش کر لاؤ تاکہ اعلان لکھنے میں خوشحلی کمزور نہ پر مجاہدے۔ اگر تم نہیں آتے تو مجھے فرما دیجو۔ تاکہ میں ہی تنہا ہی طرف سے اعلان لکھوں۔ مگر ناظم نے یہ نہیں بتایا کہ لکھا یہ کاکون؟ عجیبی عجیبی لکھا ہے۔ کہ چاہا یا پریشیا ہوا خدا؟ اگر اس شعر میں عربی نویسی کے لئے اعلان کیا گیا ہے۔ تو اور بھی تعجب خیز ہے۔ کیونکہ جس کو عربی میں اعلان کرنا نہیں آیا۔ وہ عربی کیا خاک لکھے گا۔ ہیں افسوس تو یہ ہے۔ کہ مقابلہ عربی نویسی کا موقع کبھی بھی ناظم کو حاصل نہیں ورنہ یہ اعجاز بھی ٹوٹ جاتا۔ گہر بیٹھ کر تک بازی رگانا کوئی مشکل امر نہیں ہوتا۔ میدان مناظرہ میں فرقی۔ مخالف کے سامنے بیٹھ کر مصیبت آرائی کرنا کچھ اور حقیقت رکھتا ہے ورنہ تو اس قصیدہ اعجازیہ کے مقابلہ پر لوگوں نے کبھی ایک قصائد عربیہ لکھ کر شائع کر دئے ہیں جن میں ناظم کے تمام بچے اور معجز

کہن بصیلہ العطار صافند الدھر ہیں یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ ناظم نے کونسی آیت عظمیٰ دکھلائی ہے؟ اگر اسی سے مراد یہی قصیدہ ہے۔ تو واہ سبحان اللہ ہر ایک شعر میں کوئی نہ کوئی قسم ضرور نظر آتا ہے۔ بشرطیکہ بنظر انصاف دیکھا جائے۔ اور یہ خیال نہ کیا جائے کہ ناظم نے رسالت کا دعویٰ بھی کیا ہوا ہے۔ ہاں اگر کوئی بڑا نشان مراد ہے۔ تو اس کا ذکر یہاں نہیں ہے۔ اس لئے مجھے شجر خالی از سقم نہ رہا۔

۸۵۔ ناظم موضع کے مناظرہ میں کب حاضر تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو انت کا ذب کہتے سنا تھا؟ شاید بروزی طور پر وہاں حاضری ہوگی؟ ورنہ کسی دوسرے موقع کا ذکر اس شعر میں بیجا ہوگا۔ یا کم از کم یہ ضروری ہوگا کہ مولوی صاحب کا قول پہلے بیان ہو چکا ہو تاکہ سلسلہ بیان میں تعلق قائم رہتا۔ بالفرض اگر جواب دینا ہی تھا۔ تو یہ کیا کہہ دیا۔ کہ تم تو عنقریب ننگا کیا جائے گا؟ کیسی چھل بات کہی۔ اس سے تو جزد و بون کی بڑھ ہی کچھ معنی خیز ہوتی ہے۔ ہاں اگر یہ پیشین گوئی کے رنگ میں کہا ہے۔ تو ثابت کرنا چاہیئے کہ سو وقت مولوی صاحب ننگے کئے گئے تھے۔ یا قادیانی ڈاکوؤں نے آپ کے کپڑے اوتار لئے تھے۔ اگر کوئی راز ظاہر ہونا مراد ہے۔ تو عربیوں پر فرض ہے۔ کہ یہ ثابت کریں۔ کہ چونکہ میرزا صاحب کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے

کر رکھ دیئے ہیں۔ اس لئے اس شعر کا مطلب کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو سکتا۔ ناظم کو یہ بھی خیال نہیں آیا۔ کہ جب کتاب البرہ کے الحاضرات میں اعلیٰ لفظ نقل کرنے کے معنی میں استعمال ہو چکا ہے۔ تو اب تعدی کے موقع پر یہ لفظ کیسے صحیح استعمال ہو سکتا ہے؟ دوسری فنی استعمال بھی ناوجب طریق پر ہے۔ اور خلیفہ اس سے بھی بڑا ہے۔ کیونکہ تخنید کا یہ معنی نہیں ہے۔ کہ ایک شخص دوسرے شخص کی طرف سے مختار بن جائے۔ بلکہ آزادی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

۸۵۔ ناظم نے اپنا وجود ضروری سمجھ کر کہا ہے۔ کہ چونکہ تم میرے نشانات مقبول نہیں کرتے۔ اس لئے مر جاؤ۔ اور میری زمین اپنی بخت سے پاک کرو، مگر سوال یہ ہے۔ کہ ناظم کی اپنی زمین کہاں ہے؟ کیا ساری دنیا ناظم کی ملکیت ہے۔ ہاں ہاں شاید اس کشف کی طرف اشارہ ہو گا۔ جس میں ناظم ایک مرتبہ خدا بن گئے تھے۔ اور انہوں نے زمین و آسمان پیدا کر لیا تھا۔ لیکن اس کشف میں جو زمین پیدا کی تھی۔ اس میں کسی مخالف کا وجود نہیں بنایا۔ اس شعر میں بالوقت کھٹکے والے فصاحت کی ٹانگ توڑ دی ہے اور کابلٹے کا بھی کبھی چھوڑنے میں کم نہیں ہے۔ اور تقدس کا وہ عالم ہے۔ کہ خدا نے تعالیٰ کی خدائی سے ہی جواب دیا جا رہا ہے۔ اگر ایسی بات کوئی اور کرتا تو خود مرزا صاحب ہی کو معلوم نہیں کیا گیا۔ و ابیات خطاب دیتے۔

۸۶۔ گھر بیٹھے ہی لوگوں سے توبہ نامہ دنیا شروع کر دیا ہے۔ اور پشیمانی

چھٹی دینی شرم کو دی ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ توبہ کرو مگر کس سے؟ کیا ناظم پر بکتہ چینی کرنے سے؟ ہمارے توبہ مگر ناظم کو اپنی خامی کا علم کس طرح ہو گا۔ اگر یہ مطلب ہے۔ کہ ناظم کا تقدس تقدس کا بروز ہے۔ اس لئے ناظم سے بدسلوکی کرنا خدا کی نافرمانی ہے۔ تو پھر ہم سوچ ایرانی بجاؤ اللہ کو کیوں کہہ ہیں کہ وہ ظہر اٹھی ہوئے کا دم بھرتا ہے کیا ناظم اس سے کم ہے۔؟ تب ہی تو بچے دا عربی لکھ رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ تو مجھو ادا بشر و ا کہ توبہ کر کے خوش ہو جاؤ کس شان سے فعل انشا ثیہ اور جواب انشا ثیہ ذکر کیا ہے۔ یا مضم کیل ہے؟ اس پر تو تمام مولدین کی رو میں بھی نرپ اٹھی ہوں گی۔ اللہ کبر۔

۸۷۔ اب ناظم نے خودی کے عالم میں چلے گئے ہیں۔ اور خدا سے باتیں کرتے گئے ہیں۔ کہ یا اللہ یہ لوگ برسے دست دراز ہیں۔ تو میری مدد کر۔ لیکن تھاول کا ترجمہ تسلیم کرنے میں کچھ کمزوری دکھائی۔ اور انصاف کو انصاف سے اڑھ کر بالکل ہمارے ساری دیانت کے منہ سے برقعہ ہٹا دیا ہے دعوئے توبہ کہ ہم عالم ارمان ہیں سلطان اعظم ہیں مؤید من اللہ ہیں۔ اور وہ ہیں اور یہ ہیں مگر شعر میں اتنا ناقصہ بند ہے۔ کہ فعل امر کو صحیح طور پر استعمال کرنا نہیں جانتے قافیہ تنگ ہو رہا ہے۔ کبھی اتوا ہے کبھی کفار ہے

اور کبھی سناؤ یا بیس ہے۔ اونٹ او اونٹ تیری کونسی
کل سپیدی، ناظم کا کونسا شعر ہے جس میں لفظی یا معنوی
سقم موجود ہو۔ یا کم از کم حد شاعری سے گرا ہوا نہ ہو۔
۸۔ اس مقام پر ناظم نے بالکل ہی دل چپو کر دیا ہے۔ کہتا
ہے یا ابھی جس طرح مرے آتے ہیں۔ اسی طرح ہر کو بھی کوئی
دوسرا آدمی ہرگز تیرے پاس لایا ہے شائد اللہ نے ہمارے
کلام مارے ہیں۔ تو ہی ان کو دوبارہ زندہ کر ہم سے غلطی
ہوئی کہ مولوی صاحب سے بحث کی۔ اس لئے ہم مسکینوں
کی طرح تیرے دروازے پر آکرے ہیں۔ ایک دفعہ بحث سے
پھر ہمارے تو یہ ہم مولوی شائد اللہ سے کبھی بحث نہ کریں گے
یہ شیخ ہم نے سیاق اور سباق کلام سے حاصل کی ہے۔ اگر کسی
کو ناگواری گزرے تو اس کی اصلاح کرتے ہوئے یہ لفظ بھی حل
کردم۔ کہ اما ھلک کالمسا کین داغظرا اگر کوئی ناہمو شاعر
کہہ دیتا۔ تو اس کی اصلاح ہو سکتی تھی۔ مگر ایک مدعی اور بزرگ
نور قادا کلام کے قلم سے ایسے رکبک ترکیب کا نکلنا اگر تعجب
فیض نہیں تو حیرت انگیز ضرور ہے۔ اور یہ ظاہر کتاب ہے۔ کہ ناظم
کے آدھیں گہاؤ پر یہ گیا ہے۔

۸۹۔ اب دوسری کروٹ بدل کر خدا سے دوستانہ لگا بیٹھے
ہیں۔ کہ گو آج تک کسی نے خدا کو جنت نہیں بنایا۔ مگر ہم
خدا کو ضرور اپنا جنت قرار دیتے ہیں۔ اور جنت بھی ایسی کہ
اس کی مانند دوسری کوئی جنت بار آور دہ نہیں ہے۔ غالباً

اس وقت مغرب غنبری کا استعمال ہوتا ہوگا۔ اور پہلے شعر کے
وقت ایسی نونش جان نہیں فرمایا ہوگا۔ ورنہ اس قدر تباہی
اور اتنا بعد المشرقین کہ سیاق و سباق ایک دوسرے سے ایسے
میزا رہیں جیسے میرزا کی اور سلم۔ پھر خلد کا معنی بہشت کرنا
گلی دیگر شگفت۔ اصحاب النار کے متعلق یوں وارد ہے
کہ ہم فیما خلدون۔ تو یہ معنی ہوئے۔ کہ دونوں ہیں۔ ان
کو جنت دیگی۔ تو خوش اللہ یہ قادیان اور یہ وٹاں کی تعلیم۔
ہر کہ شک آر دو کا فر گرد۔

۹۰۔ ہم تیرے منہ کے لئے مجالس سے نکالے گئے۔ پنجابی محاورہ
ہے۔ کہ تیرے منہ کا خیال ہے۔ مگر ناظم نے یہ محاورہ بھی اپنا
استعمال کیا ہے۔ پھر یہ غلطی ہے کہ صاحب بہادر بیکر خدا
سے کہا ہے۔ کہ تم لوگ ہمارا بہت دوست اور وفادار ہے
اور ہم نے تمہیں کو اپنی محبت کے لئے انتخاب کیا ہے۔ شاید
اس وقت کسی ڈپٹی کشنہ صاحب بہادر کا بروز ہوا ہوگا۔
جبکہ کسی موقع پر نیک نامی کی جیٹی ناظم یا اس کے، باوا جدا
کوئے رہا ہوگا۔ مفتی الارب ہیں ہے۔ کہ آٹھ گرامی کرو
آزاد۔ پس اس محاورہ سے لیا جائے۔ تو خدا تعالیٰ کو
مؤثر سمجھنے کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ ناظم نے خدا کو بزرگ کر دیا ہو
اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ
عرش پر ناظم کی تحکیم و تعظیم کرتے ہوئے بزرگ بناتا ہے۔ تو
اگر ناظم نے بھی خدا کو بزرگ بنا دیا تو کونسی بڑی بات ہوگی

عوض معاوضہ گلہ نہارو۔

۹۱۔ پیر وہی پنجابی محاورہ پیش رکھ کر خدا سے درخواست کی ہے۔ کہ اپنے منہ کے صدمے آپسے بندہ کی خبر لے۔ یہاں پر سچھٹے کا ترجمہ نہیں لکھا۔ کیونکہ عبارت متخل نہ تھی۔ پھر دوسرے مصرعہ میں بتایا ہے۔ کہ ہم کو گذر چکی جگہ تیرے دروازہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ مگر یہ نہیں بتایا۔ کہ خدا کے دروازہ سے گذر کر ناظم کبان جانا چاہتا ہے۔ گو عموماً دروازہ گزرنے کی جگہ ہے مگر خدا کا دروازہ ایسا نہیں ہوتا۔ وہ سوچ کر طر فزاں جواب دیں پچھلے شعر کی طرح یہاں بھی اپنی عظمت دکھائی ہے۔ کہ ہم ایسے ہیں۔ اور تو ایسا ہے۔ اگر کوئی اھدنا کے لفظ سے سند پیش کرتے تو ہم جواب دیں گے۔ کہ ناظم کا تعلق خدا سے بے لطفانہ درسا دی طور پر ہے۔ اس لئے ناظم بھی حق رکھتا ہے کہ اپنی عظمت دکھائے۔ اور یہ ایک باریک لفظ ہے۔ کہ جسکو مرزا فی ایسی تک نہیں پونچے۔

۹۲۔ اب اپنی کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ میں جبر جاتا ہوں۔ ڈنڈے پڑتے ہیں۔ اور جس سے میں نرمی کرتا ہوں۔ اور سختی کی بجائے میری بدگوئی کر دے (پنجابی محاورہ) غالباً مناظرہ کی شکست کا خاکہ یہاں پر پہنچ دیا ہے۔ ورنہ معاملہ عکس تھا۔ کیونکہ ناظم سے جو شخص تبادلہ خیالات کیلئے جاتا اس پر کئی پابندیاں عائد کر دی جاتیں۔ اور سید ہے منہ سے بولتے بھی نہ تھے۔ لیکن جو تقدس کا اظہار کرتا تھا۔ اس سے بھی گو

اتنی بے رخی نہ ہوتی تھی۔ مگر کنارہ کشی کا پہلو ضرور دکھایا جاتا تھا۔ آخر مرقا کا مرض تھا۔ اگر تنہا پسندی گوشہ نشینی۔ اور زور بھی نہ ہوتی۔ تو کیسے معلوم ہوتا۔ کہ آپ کو مرقا بھی ہے۔ یہ یہی وجہ ہے کہ یلگور کا ترجمہ بدگوئی کیا ہے۔ اور لصیصر کی بجائے لصیصر ما پڑھا ہے۔

۹۳۔ یہاں پر دوستانہ تعلقات کا اظہار کیا ہے۔ کہ گو ہم پیٹے کہ چکے ہیں۔ کہ لوگوں کے شانے سے ہم تنگ آ گئے ہیں مگر اب ہماری رائے یوں ٹھہری ہے۔ کہ گویا الفین کے ظلم و ستم پر ہم صبر و تحمل سے کام لے سکتے ہیں۔ مگر خدا کی جدائی ہم سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ میان عاشق و محشوق رمز است۔ کرنا کا تبتیں را ہم خبر نیست۔ ناگفتہ بہ الہیات اس عشق و محبت کا نتیجہ ہیں۔ تیلث پاک کا مسئلہ بھی اس حکمت سے حل ہوتا ہے۔ اور ولادت مسیح از بطن ناظم کا معرکہ بھی اسی محبت کا ایک کرشمہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مرقا کا مریض جب محبت کرنے لگتا ہے۔ تو وہ صبر بڑھ جاتا ہے اور ناراض ہو جاتا ہے تو اپنے پیٹے کو جالدار سے تھروم الارش کر دیتا ہے۔ ڈرنے لگے تو صلہ کی شکست سن کر قابو پاں میں ہی ناہتہ جوت کر کہتا ہے۔ کہ مائے ہم مگرے۔ اس تلون مزاجی کو اگر تلاق شاعری سے نااہل ایک کرامت سمجھتے ہوں گے۔ مگر سمجھو اس کو اس کرامت سے دیکھتا ہے۔ کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اور ناظم نے گویا حالات بے تابا نہ ظاہر کی ہیں

مگر عربی الفاظ سے یہ مطلب نہیں نکل سکتا جب تک کہ ترجمہ بنا ہند نہ ہو۔ کیونکہ شعر میں لہجہ کا تعلق کسی سے نہیں کیا۔ اور سطا کا تشبیہ بھی کسی سے نہیں باندھا۔ پھر لافضتہ کو باب تفعیل میں لا کر اور بھی کراہت فی اسح کا انتخاب کر لیا ہے کیونکہ صمد کا معنی لغت میں یوں ہیں کہ اسی نے صبر کرنے کا حکم دیا ہے اب لافضتہ کا ترجمہ یوں ہو گا کہ ہم صبر کا حکم نہیں دیا جاتا۔ جو صاف جھوٹ ہے۔ کیونکہ خدا نے صبر کا حکم دیا ہے۔ علاوہ بریں تحت اللفظ یا بالحدودہ ترجمہ جو خود ناظم نے کہا ہے اس سے بھی نہیں ملتا۔ اس نے کہنا پڑتا ہے کہ لافضتہ اس مقام میں غلط طور پر استعمال ہوا ہے۔

۹۴۔ سعد کو اپنا معشوق سمجھ کر لڑتا ہے۔ کہ آؤ تم تو میرے دوست ہو۔ اور میری راحت ہو۔ آئے کیوں نہیں کوئی قصور ہو گیا ہے۔ تو معاف کر دو۔ ناظم نے خدا سے راد و نیاز کی باتیں کیں ہیں اور عشق مجازی کی جھلک کہاں ہے۔ اور ایسی گستاخی کی ہے کہ وہ کسی زبڈی سے ہم کلام ہو رہا ہے حریف ہے ایسی لیا پر اور افسوس ہے ایسی نبوت پر۔ آج تک جس آقا کا غلام تبتا ہے۔ ایسی گستاخی نہیں کی۔ بلکہ وہاں تو یہ ظلم ہے کہ جوں جوں تقریباً ملی اللہ میں ترقی ہوتی ہے۔

خوف اور تحیر زیادہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور یہاں بے تکلفی ہو رہی ہے کہ تو یہی پہلی پھر کلام کرنے کا سلیقہ تھیں۔ سبت کی سبت کو کہہ کر دوسے اید کی طرف پناہ لیکر دوڑے۔ مگر پھر بھی افعائے نجات نہ مل سکی۔ لغت میں جاریہ مَسْتَبْرَحَ کہتے ہیں۔ جبکہ وہ نشین ہوا ب دیکھے۔ یہاں کون سا موقع استعمال ہے؟

۹۵۔ جاگت اور فاف نظر پڑتا ہے۔ جو ناظم کی کمزوری بڑال ہے۔ اور یہ ظاہر کیا ہے کہ خدا اپنا حال دیکر ناظم کو قتل کر چکا ہے۔ پیر اقرب من جبل العوسد کے خلاف کہیں دور چلا گیا ہے۔ تو مقتول اپنے قاتل کو بیہوش بھیجتا ہے۔ کہ تجھے کچھ خبر نہیں میری کیا حالت ہو رہی ہے۔ یہ عجیب مضمون ہے۔ کہ خدا کو بھی بے خبری کے عالم میں جا دھکیلا ہے۔ قربانت شوم چہ معنی آفریدہ؟

۹۶۔ مقتضائے محال یہ تھا کہ فقر جڑ ہوتا۔ تاکہ شعر سابق کا نتیجہ پیدا ہوتا۔ مگر ناظم کو کیا پرواہ ہے۔ وہ تو یہ درخواست کرتا ہے کہ میرے دشمنوں کو پارہ پارہ کر دے یہ کیا عجیب نکتہ آئینی ہے۔ کہ قاتل تو جال اکہی ہے۔ اور نزلہ گرتا ہے۔ تو بیچارے مخالف پر اور عتقہ کی بجائے عتقہ پڑھ کر شعر کا اور بھی ستیاناس کر دیا ہے

۹۷۔ سرحان کا مقتضائے یہ ہے کہ نیک و بد تمام پر رحمت ہو۔ تو پیر ناظم کا یوں کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ چونکہ تو

رحمان ہے، اس لئے ہمیں غم نہیں رہا۔ دوسرے مصرعہ میں پیر وہی عشق بازی شروع کر دی۔ کہ ہم نے تم کو ایسی روشن آنکھ سے دیکھ لیا ہے جس میں طرح طرح کے سرے لگا کر روشن کیا جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ لا تدرا لہ الا بضعہا مگر ناظم کا دعویٰ تو حضرت حکیم علیہ السلام سے بھی بڑے کرناٹ ہوگا کہ آنکھ میری کون دیکھ لیا۔ کیا یہ صاف جو شہ ہے، یا توہین انبیاء اور عقلی حجابیں داخل ہے۔ ہاں ماں مرائی کو کبھی روشنی نظر آتی ہے اور کبھی تاریکی شاید اسی کو خدا سمجھ لیا ہوگا۔

۹۸۔ ناظم نے اپنا نام منذر عریان رکھا ہے۔ اور لوگوں کو مستعدا الوری بتایا ہے۔ پھر انیافرض منصبی جیو ٹکراہام اللہ کی تذکرہ شروع کر دی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناظم کو ایام اللہ کی تشریح معلوم نہیں۔ ورنہ یہی کہتا کہ فائدہ اٹھ کر عذاب یا تیکر من اللہ مگر اس مفہوم کو اپنے شعر میں ادا نہیں کر سکا۔ اس لئے یہ سارا شعر ہی بے جوڑ فقرات سے مرکب ہوا۔ اور اخیر میں پھر وہی پراغا جھڑا آ پڑا۔ کہ کس کی بجائے خواہ مخواہ ضمہ پڑھنے پر اپنی مجبوری تسلیم کر دی ہے۔

۹۹۔ اس شعر میں پیشین گوئی کی ہے۔ کہ تم پر بلا نازل ہونے والی ہے جس سے مراد غالباً وہی طاعون ہے۔ جو آنڈلیا

پھیلا تھا اور جس کا موقع غالباً تاریخ شاعت قصیدہ بذا شدہ کے بعد ہوا۔ مگر خود ناظم کی وہ تحریر پیش نظر آتی ہے جو انہوں نے اپنے باپ کو بچپن کی حالت میں کہہ کر بھیجی تھی۔ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ طاعون کی شدت اسی واقعہ سے پہلے بھی تھی۔ کیونکہ ناظم نے اس میں لکھا ہے کہ چاروں طرف دبا پھیلی ہوئی ہے۔ تو میں ڈرتا ہوں اور دنیا سے دل برداشتہ ہوں، پھر اس کا علاج انابت بتلایا ہے جس کا ترجمہ توبہ اور پرہیز ہے۔ حالانکہ انابت کا مفہوم صرف رجوع تک موجود ہے۔ پیر یہ مکروری دکھائی ہے۔ کہ تزلزل کا ذکر کر سکا ہے۔ اور نہ انابت کا صلہ بیان کیا ہے۔ شاید کشتی فوج لکھکر یہ مراد لی ہوگی۔ انابت الی قادیان علاج ہے۔ پھر انیافقدس بیان کیا ہے۔ کہ ہم پہلے ہی منذر رہے ہیں۔ مگر کرب اور کس جون میں؟ اس کا کوئی ذکر نہیں۔ بالخصوص جب واقعات شاہد ہیں۔ کہ طاعونی پیشین گوئی میں پہلی اندازی رنگ میں تو اندس نا کہنا غلط ہو گیا۔

۱۰۰۔ یوں تو کہتے ہیں۔ کہ تعصب چیوڑ دو۔ مگر یوں نہیں کہتے۔ کہ حب تعصب چیوڑ دو۔ دوسرا مصرعہ بھی ایسا جوڑ لگاتا۔ کہ پہلے مصرعہ سے ۶ ور کا بھی تعلق نہیں ہے اور کہا ہے۔ کہ جو رات کو شراب پیتا ہے۔ صبح مست نظر آتا ہے۔ شاید کسی دن مشک اور لال شربت استعمال

۳۵ علی بن ابی طالب علیہ السلام نہ ہاۃ
 ۳۶ وان نہ تہت علیا اذا مجرہ
 ۳۷ وینکر قولہ فی الجہاد کما
 ۳۸ فذلک عند المسلمین اجماعاً
 ۳۹ واقوالہ فی الشرع کفر و ردۃ
 ۴۰ وان نہ تہت فی الشرع فہو حشر
 ۴۱ طاف فی القول منہ منہ صلیۃ
 ۴۲ وادعی الخطأ نامہ محمد بن النکیر
 ۴۳ والفاظ علیہ علیہ قاصر
 ۴۴ والظہر عیب فی قوافیہ مطرۃ
 ۴۵ معانی قوافیہ غیر کما جومہ
 ۴۶ کذا یحکم نسامتی قلیۃ البخی
 ۴۷ وذلک اذ من صفہ الجاہل
 ۴۸ فبعد التیبا والتی اند کما
 ۴۹ وکاشتری فی شعر الناس مسلماً
 ۵۰ وذلک فخل اللہ بیتیہ وینار

من الخمر الممنوعہ کما ان یخمر
 یحرف ابیات کالہ یخیر
 ویتکرر کما فی المزیلات ویکثر
 ومن عین الاسلام فہو المکفر
 وذلک تحقیقہ ما یفسر
 بضرع التلطیف اذ کان شعر
 حراً صفاً وصرفاً ثم یخون اکثر
 او یحکم کلا قوافی النظم یحیر
 لفاق معانیہا کذلک یحیر
 تراکب ہذا اذ یتبع بطرف
 من النسق والتطبیق فیما یلین
 بنیا اذ اما قلبہ یتنبو
 ہم نفس فی اللہ لہ الشعر
 علمت جھول فی دعاویہ لیکبر
 یبلیہ فی نقوہ بل ذالک لکبر
 فی عظم فوعین ملہ لیس یقدر

(۱) پھر مرزا کی کیوں حیلہ بازی سے کمدیا کرتے ہیں کہ انکا
 مرزا موجب کفر نہیں۔
 (۲) چند مرزائی یوں بھی کہتے ہیں کہ جو شخص مرزا کو
 کافر کہے وہ کافر ہے۔
 (۳) کیونکہ یہ ہر ایک کو معلوم ہے کہ جو شخص مسلمان کو
 کافر کہے وہ خود ہو جاتا ہے۔
 (۴) مگر ہم کہتے ہیں کہ اصل بات تم پرستہ ربی ماورجو
 کچھ سمجھا غلط سمجھا۔ اس سے سرگردان رہے۔
 (۵) کیونکہ بعض دفعہ انسان نے خیالت میں ایسے
 لفظ بھی کہہ دیتا ہے جو اس کو اسلام سے باہر نکال
 دیتے ہیں۔
 (۶) کئی ایک بھیدارت قدس کا شکار ہو جاتے ہیں۔
 (۷) مخصوصاً جبکہ ان کا کوئی مرشد نہ ہو۔
 (۸) اسی واسطے لوگ کہتے ہیں کہ جب کا مرشد نہیں اس
 کامرشد شیطان ہو جاتا ہے
 (۹) اور یہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ناقص العلم خطرہ ایمان ہے
 اور ناقص طب خطرہ جان ہے

اشعار جوابیہ کا مختصر ترجمہ

۱۲۔ اب مرزا کو اس حیار سے چاہو جو تمہیں نظر آجگا
 وہ اپنے تقدس میں تمہیں خان بنا ہو اے (خانیہ پچھلے
 اشعار میں لکھا ہے کہ میری زمین سے نکل جاؤ)۔ اور یہ بھی
 لکھا ہے کہ میں خدا کا محبوب ہوں۔ اور کتبہ عاشق الہی ہوں

(۱) ہم تو سنتے تھے کہ انکار شرع کا نام کفر ہوتا ہے مگر
 یہاں الٹ دیکھا ہے کہ جو تم کو نہ ملے وہ کافر ہو جاتا ہے

اور وہ بال کھڑے کافر بنایا۔ کیونکہ اسلام میں یہ اصول تسلیم ہو چکا ہے کہ جس اسلام پر ہم میں اس کا مخالف مستوجب تکفیر ہے۔

۲۵۔ اور وہ خود بھی کافر ہو جاتا ہے، اور اگر ہم اسے کافر نہ سمجھیں تو خود کافر ہو جاتے ہیں اس لئے اپنے بچاؤ کی خاطر کفر مرزا کا اظہار کرنا پڑا۔

۲۷۔ پس ثابت ہوا کہ احرار اسلام نے کسی مسلم کو کافر نہیں کہا۔ بلکہ ایک کافر کی حالت کا اظہار کر دیا تھا۔ تاکہ عوام الناس کو اس کی پیروی سے روک دیا جائے۔

۲۸۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ وہ تو دایم المریض تھا۔ زور سے بولتا تو خون کی تے آجاتی۔

۲۹۔ ضعف ہضم، ہر قسمی تشنچ، عصب تشنچ قلب اور کثرت بول (زیادہ بولیں اور سر جکڑتے ہوئے حیران پھرتا تھا۔) اس لئے معذور پر فتویٰ کفر نہیں لگ سکتا۔

۳۰۔ یہی وہ محقق کہ توری مفرج عنبری۔ اور ٹانگ دین ان امراض کے دفعیہ کے لئے بہت استعمال کرتا تھا۔

۳۱۔ تو اولاً اسلام جواب دینے کے لئے اس پر کذب مرزا پر شاہد عاقل ہے۔

۳۲۔ کیونکہ مرقاتی جب ہوش بھاگتا ہے۔ تو اپنے آپ کو مقدس اور نور پر سمجھنے لگتا ہے۔

۳۳۔ علاوہ بریں جب حاشیہ نشین اس کی تسنین کرتے ہیں

۱۔ اور خدا کی صفات کے مرتبہ میں ہوں۔ عینی علیہ السلام کو کیا ثبات ہے کہ میرے مقابلہ پر دم مار سکے۔

۱۵۔ خدا آسان پر میری تعریف کرتا ہے اور زمین پر میری مدح کرتا ہے۔ اور میں شذر بھی ہوں۔

۴۶۔ خدا نے میرا نام احمد رکھا ہے۔ اور مرسل نبی کہہ کر پکارا ہے۔ اور ولیر اور نجات دیندہ بتلایا ہے۔

۱۶۔ مجھے اپنے معجزات اور وحی بخشی ہے۔ اور میری حد کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ اس لئے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

۱۹۔ عیسیٰ کجاست کو کہ نہ پابہ مہم اور جو نشان میں دکھاتا ہوں وہ کیسے دکھا سکتا ہے۔

۲۰۔ کیونکہ میں تمام انبیاء کا برکوز ہوں۔ اور حسب وعدہ مسیح موعود ہوں۔

۲۱۔ دین کا حامی اور ہمدی موعود ہوں۔ اور اپنی قوت اعجازی سے کسر صلیب کرتا ہوں۔

۲۲۔ اس لئے میری بحیثیت ہی آج موجب نجات ہے اور جو کچھ میں بیان کروں۔ اس کی تصدیق بھی موجب نجات ہے۔

۳۴۔ خدا نے مجھے اسلام کا اصل مقصد سمجھا دیا ہے۔

۳۵۔ جبکہ دوسرے لوگ دیہات میں ہلاک ہو رہے ہیں۔

۳۶۔ مگر بہادران اسلام نے اسپر افتراء کا الزام لگا دیا

تو اس کا اور بھی بڑا عرق ہو جاتا ہے۔

۳۴۔ دیگر یہ امر بھی ہے۔ کہ مسلمین کے ابتدائی حالات ہنسنا پکا کلامی پر مبنی ہوتے۔ اور شراب و دیگر ممنوعات سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور یہ جناب نبوت کے مدعی نیکر بھی ممنوعات نہیں چھوڑتے۔

۳۶۔ اگر اسکو محدود سمجھ کر مواذہ کریں۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کلام اللہ کی شریف و تبدیل کرتا ہوا نظر آتا ہے ۳۷۔ اور احادیث نبویہ کو حکم اور ثالث یا مختار کل نیکر مسترد کر کے۔ دی کے ٹوکے میں پھینک دیتا ہے۔

۳۸۔ مگر اہل اسلام کے نزدیک تو ہین احادیث موجب کفر ہے۔ اس لئے بھی مرزا کفر کا مرتکب ہوا۔

۳۹۔ اور اس کے اقوال زندقہ اور ارتداد کا سبب ہیں۔ اور جو تفسیر میں مضامین لکھتا ہے۔ وہ کفر ثابت ہے

۴۰۔ اگر مزین شعر سے اس کا موازنہ کیا جائے۔ تو فن شاعری اسے قاطعت کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

۴۱۔ کیونکہ اس کے عام اقوال میں صرفی نحوی اور عروضی بہت غلطیاں موجود ہیں۔

۴۲۔ اور اونی اس کے اشعار میں یہ ہے۔ کہ عام ساکن کو متحرک پڑھتا ہے۔ اور متحرک کو ساکن کر کے پڑھتا ہے جو ہوا جاتا ہے اس کے بعد شعر کی آخری خلاف قواعد لگانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور ید زبانی کرنا اس کے علاوہ ہے۔

۴۴۔ اور جس مضمون کو ادا کرنا چاہتا ہے۔ اس کی اوائلگی سے اس کی الفاظ قاصر رہتے ہیں۔ اور یہ عجیب اس کی عام تحریر میں بھی موجود ہے۔

۴۴۔ ایک اور عجیب یہ بھی ہے۔ کہ تمہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہاں سے فوراً تم فیکھتے ہو کہ چھلانگ مار کر یہ گیا وہ گیا۔

۴۵۔ علیٰ ہذا القیاس اس کے الفاظ میں نظم و نسق اور طبیق یا مطابقت کا نشان بھی نہیں ہوتا۔

۴۶۔ اسے یہ بھی غلطی ہوئی کہ معمولی انسان کو جب صفاتی قلب حاصل ہو جائے۔ تو وہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ وہ تو نبی ہو گیا ۴۷۔ حالانکہ یہ مرتبہ بھی مجاہد فی سبیل اللہ اور نفس کش کی آخری حالت ہے۔

۴۸۔ اب خلاصہ یہ نکلا کہ مرزا اپنے تمام دعادی میں جہالت کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا آدمی سمجھے ہوئے تھا۔

۴۹۔ تم بہت سے ایسے مسلمان پاؤ گے جو تم سے زندقہ میں بڑے ہوئے ہیں۔

۵۰۔ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرتا ہے۔ مگر جبکہ

ایسی قدرت حاصل نہیں۔ اس کی نظر یہ بات ایک پہاڑ نظر آتا ہے۔

کعبہ الحائیین

خفیہ تحریف قرآن و نقصان دران

(از خاندانہ علامہ محمد خان صاحب بنگش)

۱۔ ان کا نام لندہ کہ تا دمِ جہیب میخون نامی مہر است مزین و بشواری
۲۔ ان کا نام لندہ کہ در بخش خرافہ موبست غن زلف و بجم تالہ اسما فطون
۳۔ ان کا نام لندہ کہ انہیں شمس ملاک چاکرند تا بہ تحریفش گردانہ کسی از قاورون
۴۔ حیفا لفظ عنادش میں منافی در قصہ تا قص شک پندار از جنت بطون
۵۔ ان کے زنا زلی شد گوئی این نیست آن بل علی و امیر مخفی نمونہ نامکون
۶۔ چون حاصل منور از میان نور صدا کو نمونہ جہد شیعیہ بنارش اندو
۷۔ نے علی نے جہدیش نے بگرائش کو حق بلکہ از خفا شمر من ساقون طلائون
۸۔ چون شد مشکوک از یقین قان جان جیم چون حجت اندازد و حق مشرکون
۹۔ مطلب این افسہ چرخند و بکجاست بر کلام لندہ برائیم مستغفرون
۱۰۔ ان کے کویتین تیس تیس کی لعنت اللہ علیہم الملائک اجمعون
تفقد از پٹے تحریف و دران مبین
باز ہم خواند ایشان را از حزب المسلمین
ترجمہ ۱۔ وہ قرآن مجید جو انسان اور جنات کے لئے
قیامت تک ہادی اور راہ راست کا دکھلانے والا ہے۔
۲۔ وہ قرآن کریم جس کی حفاظت کا دعویٰ خود خدا نے کیا ہوا

ہے۔ جو ایت مرقومہ سے واضح ہوتا ہے۔
(۳) وہ قرآن کریم جس کے فرشتے چاکر اور خدام ہیں، تاکہ اس
کے تحریف پر کسی قسمی قیاد و دسترس نہ ہوسکے۔
۴۔ لیکن ایک شیعہ ہیں جو باوجود مدعی اسلام ہونے کے اس
مقدس قرآن کو ناقص اور مشکوک جانتے ہیں۔ حالانکہ عیسائی
مؤرخین باوجود مشکوک ہونے کے قائل ہیں۔ اور لکھ گئے ہیں۔
کہ گو قرآن کو ہم خدا کا کلام نہیں کہتے۔ بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے مواعظ اور احکام کا مجموعہ ہے تاہم یہ کیسا چرتا ہے۔ کہ اس
میر کسی قسم کی کسی پیشی یا ملاوٹ نہیں ہوتی ہے۔ دوسری
جانب شیعہ و ائمہ ہیں جنکے اولین و آخرین قرآن کو مشکوک
بتاتے ہوئے پایہ اعتبار سے گرنے میں بہم تن مفرط و منہمک
ہیں۔ اور تیرہ سو برس سے اسی میں نور نگار رہے ہیں۔ بلکہ کئی
بناوٹی سورتیں بھی بنائی ہیں۔ مثلاً سورۃ علی سورہ نور
وغیرہ جو راقم آتم کے پاس موجود ہیں۔ مگر سب بیچ۔
(۵) کہتے ہیں کہ جو قرآن بہر صفت مکمل خدا سے نازل ہوا
ہے۔ وہ یہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ علی اور اس سے دست
بردست باقی بارہ اماموں کو کیے بغیر دیکر سے ملتا رہا۔ اور آج
تک وہ لوگوں سے چھپائے ہوئے ان کے پاس

موجود ہے۔

۱۔ پس ایسے قرآن کے نزول سے فائدہ کیا۔ اور ہدایت کیسی جس کو شیعہ مہدی نے آج تک غار میں چھپا رکھا ہے۔ نہ توشیح علی نے اچھا کیا ہے۔ اور نہ مہدی اور دیگر اماموں نے۔ بلکہ ایسے نور ہدایت کے چھپانے سے چور بھی ہوئے اور ظالم بھی۔ (نوٹ) یہ چوری کا الزام ان پر تو خود فدا فی مومنوں نے لگایا ہے۔ چنانچہ کافی میں وہ اپنے اماموں کے زبانی لکھ چکے ہیں۔ کہ جب علی اصحابوں کے جواب سے ناراض ہوئے۔ تو فرمایا کہ میں نے دو تختوں سے اس قرآن کو حبس کیا کہ من جاسب اللہ اترنا تھا جمع کیا ہے۔

(دو تختوں سے مراد غالباً ایک لوح محفوظ اور دوسرا ان کا اپنا تختہ دل ہوگا) اب ہمارے اسرار پر میں اس کو ایسا محفوظ رکھونگا۔ کہ دوبارہ اس کا مطالعہ یا نظارہ کرنا ہمارے لئے ایک امر محال ہوگا۔ چنانچہ اس قدر آن کو اپنے بعد امام حسن کے حوالہ کیا۔ اس کے گزرنے کے بعد امام حسین کے سپرد ہوا۔ اس کی شہادت کے بعد علی زین العابدین اس پر مہر متھرت ہوئے۔ اور اس نے اپنے نبی محمد باقر اور باقر نے اپنے بعد جعفر کو چھوڑا۔ جس کو امام رضا کہتے ہیں۔ رضائے محمد تقی اور اس نے علی نقی کے ہاتھ میں دیا۔ علی نے متسن عسکری اور اس نے اپنے فرزند و ہندم ح م و ابن زرگس کے حفاظت میں چھوڑا۔

جو صاحب العصر و صاحب الزمان اور امام مہدی کے نام سے دنیا کے رافضیہ میں ربا و زو خاص و عام ہے۔ بلکہ رافضیہ اس کو رب الارض یعنی رب زمین بھی کہتے ہیں ملاحظہ ہو۔ (حیات انقلاب مجلسی) (مواعظ حسنہ) شیخ عبد العلی پس یہی بارہ نفر اس قرآن سے ہدایت یافتہ ہیں۔

(باقی اللہ غیر) **جاننا چاہئے۔** ایک حدیث کی بنا پر لکھا گیا ہے کہ قاضی بیل سپر آدم علیہ السلام اپنے بہائی نابیل کے قتل ناحق پر تار و ز قیامت اس امر کا مستحق گردانا لگایا ہے۔ کہ جس قدر بھی روئے زمین پر بے گناہ لوگ مارے جائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ گناہ خون میں وہ شریک ہوگا۔ (العباد بالکلم) پس میں بہتر، لو غنظین لکھنؤ اور دیگر مجتہدین عظام سے بابت ملتس ہوں۔ کہ کیا وہ کوئی تسلی بخش جواب اس کے بارہ میں عنایت کر کے ہماری بیفزاری کو رفع کریں گے۔ اپنی مہربانہ توجہ مبذول فرمائیں گے۔ کہ قاضی ابن آدم کا گناہ نہ کورہ نہ زیادہ ہے۔ یا آپ کے دو ازوہ امام کا جنہوں نے قرآن کریم قرآن عظیم۔ اللہ کی رحمت۔ خدا کی ہدایت۔ نور حق تفصیل الکل شی کو نہ صرف صحابہ اور ان کے پیروان اہل سنت سے چھپایا۔ بلکہ تمام جن و انس باخفصول

و پھر جعفر نے مرے وقت موسیٰ کاظم کو دیا۔ اس نے اپنے جانشین علی کو چھوڑا۔

آل ابو طالب علیہ السلام سے ملاحظہ ہو حیات انقلب
جلد دوم باب سبب و چہارم صفحہ ۳۴ حضرت ابوالباب
علیہ السلام سے مرقوم ہے کہ جس میں امام زادے
امام زادیاں اور وہ تمام شیعہ عبادت جو خود کو آل رسول
سے منسوب کرتے ہیں۔ اور ان کی مخصوص شاخیں جو
جعفری۔ مولوی۔ رھنوی سے خود کو ممتاز شمار کرتے
ہیں۔ منہ جملہ مجتہدین اور علمائے معادون کے غلاموں کے
جوشیعہ و رافضیہ کے نام سے منجانب خدا ممتاز و موسوم ہیں
اصلی اور محفوظ قرآن سے محروم و کبک سب کے سب کو انہیں
اور ضلالت میں چھوڑا۔ ہم کرو مسلمانوں کی آبادی جو دنیا
بہر میں محسوب کیا گیا ہے۔ اور از روئے تجربہ فی صدی
تین تین پشتیں عدم آما و کو جا رہے ہیں اس حساب سے
فی صدی میں ایک ارب بیس کروڑ اور تیرہ سو برس میں
پندرہ ارب سادہ کروڑ مسلمانوں کا پیوند خاک ہونا
قرین قیاس کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ تمام کے تمام و از وہ
امام کے اخفائے قرآنی سے گمراہی اور بدیہی میں مجنم ہو کر
مصدق خسرو لہ دنیا والا خسرو دین کے رہے دنیا کے
اور آپ کے اماموں کا کیا جواب ہو گا۔ کیا حوض کوثر سے
ایسے آئینہ ہنکائے جانے کے قابل نہ ہوں گے۔ اور
وہ حدیث انہیں کے حسب حال نہ ہو گا۔ کہ میرے
محمد میرے محبت کے دعوے دار تقویٰ کے لباس

میں لوگوں کو بیکار کر عرق ضلالت کرینگے۔
۸۔ سوچنے کا مقام ہے جیسا یہ قرآن قابل اعتماد نہ
۹۔ تو یہ ہر مشرکوں کے سامنے ہمارے پاس حجت کیا ہو
۱۰۔ رافضیہ کا اس سے مطلب صرف ہتھنرا اور انکار بھی
اور کلام اللہ اور اماموں کا ہنسی اڑانا و استحقار
۱۱۔ لہذا میں ان کو جسگر اور تہ دل سے بارگاہ الہی میں
مستفیث اور فریادی ہوں۔ کہ اے غالب علی کل
غالب منتقم قہار قہار جبار آپ اور آپ کی ملائکہ کی
اونپر لعنت ہو جس نے قرآن کے بارے میں ایسے
مخالفاں قیل و قال کی بنیاد رکھی کہ اس کے نقصان
اور عیب جوئی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔
۱۲۔ انہیں قرآن مجید کی تخریب اور بربادی اور ناقابل
اعتماد و التفات بنانے میں بالاتفاق تمام رافضی
صدیہاں سے ساعی اور کوشاں ہیں۔ پھر بھی خود
کو مومنین اور مسلمان کہہ رہے ہیں ۵۰ ۵۰ ۵۰
یہ ہے اور بالکل سچ ہے۔

یہی من یشاء ویفعل من یشاء

حقیقتہً شیعہ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مذہب یہی کا سارا
دار و مدار جھوٹ پر ہے۔ قیمت ۲
منیجر جبریل علیہ السلام ہذا سے طلب کریں

شیعیت - ڈبل آف دی میرزاہیت

یعنی

روافض میرزاہیتوں سے زیادہ خطرناک ہیں

از غلام جیلانی بحیرہ وی

اگرچہ رسالہ شخص الاسلام کا اکثر حصہ قدسیت اور

میرزاہیت کی تردید کیلئے مخصوص ہے۔ لیکن اس میں شیعیت کو نظر انداز کرنا بددعہ کی بے انصافی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ میرزاہی جماعت نے اسلام اہل اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اور پوچھا رہی ہے۔ لیکن اگر نظر تعمق سے دیکھا جائے۔ تو دنیا میں ایک ایسی جماعت بھی موجود ہے جو مسلمانوں کے لئے امت قدسی سے بھی زیادہ خطرناک و مہلک ہے۔ کج ہندوستان میں قادیانی جماعت کے خلاف غیر معمولی اضطراب و پہچان برپا ہے اور میرزاہی خانہ ساز نبوت و مامور من اللہیت کی دھجیاں فضائی آسمانی میں کھمکتی دکھائی دیتی ہیں۔ اور لاریب اس کے کفر صریح میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہو سکتی۔ مگر مسلمان ایک ایسے فرقہ کے دجل و خدع سے بے تجربہ ہیں جو اس فریب خورہ جماعت سے کئی قدم آگے بڑھا ہوا ہے۔ آج یہ الفاظ ہر مسلمان کی زبان سے سنائی دیتے ہیں۔ کہ میرزا قادیانی کا فرو خارج عن الاسلام ہے۔ اور اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ مگر حسرت

رائفییوں کے متعلق استفسار ہوتا ہے۔ تو یہ لوگ فوراً کہہ دیتے ہیں۔ کہ مسلمان ہیں۔ اور ان سے اشتراک عمل ہو سکتا ہے۔ اور بعض اسلام دشمن رسائیل نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ ان کو مسلمانوں کے ساتھ فریقہ نماز ادا کر سکی جائز ہے حالانکہ حقیقت اہل تسنن اور شیعوں کے عقائد میں غیر معمولی مخالفت موجود ہے۔ ساوہ لاج حنفی ابھی تک ان کو بیہ حرام سمجھ کر مجتنب نہیں ہوئے۔ چونکہ علماء کرام میرزاہیت کی تردید کی طرف بہت زیادہ اور غالی گروہ کی طرف بہت کم توجہ دے رہے ہیں۔ اس لئے مسلمان شیعوں کے مکروہ و رے کے احفظ طور پر آشنا نہیں میرزاہی اگر بعد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میرزاہی کو نبی مانتے ہیں شیعہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بارہ اتخاص کو نبوت کے اوصاف سے متصف اور اور ہمہ چوں محمد منزه صفات مانتے ہیں۔

میرزاہیتوں کی زبان درازی سے اگر کوئی ولی یا نبی محفوظ ہیں۔ تو اس بات میں اولیت کا سہارا و فاض کو حاصل ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانہ میں ایک

یہ ایک قوم ہونے لگی جو ان کی صحابہؓ کی تصدیق کرے گی۔ خبردار ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ کہنا اور نہ ان کے ساتھ رشتہ داری کرنا اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا اور نہ انکا جنازہ پڑھنا (از غنیۃ الطالبین بحوالہ طبری)

فرقہ رو افص کیا تھے۔ برادری۔ مجالست اور محبت رکھنے والے حکم خداوندی کو غور سے پڑھیں اور دشمنان صحابہؓ رسولؐ سے موت کا تعلقات قطع کر کے حقیقی حلقہ بگوشان اسلام میں داخل ہوں۔ جو ہنر وادب و سجاد میں شیعوں کو ناز و تحسین کے لئے اجازت دینے کے حامی ہیں۔ حدیث بالان کی عبرت کیلئے کافی ہے۔

اب ذرا ان کے عقائد بھی ملاحظہ فرمائیں ان دشمنان ملت کی کتب میں صحابہؓ کے حق میں جو گندگی بچھاٹی گئی ہے اس کے نقل کرنے سے قلم عاجز ہے۔ قرآن کے متعلق ان کا عقیدہ۔

اصل قرآن تو صرف ہمارے امام اول (علی) نے اپنے گھر میں بیٹھ کر جمع کیا تھا لیکن جب ان کو دشمنوں نے قبول نہ کیا۔ تو آپ نے نہ مسجد میں اگر وہ اصلی قرآن نہ تو اہل سنت کو دیا۔ نہ اپنے شیعوں کو بخشا نہ اپنے خوارج کو دیا۔ بلکہ اسی کو چھپا کر اپنے ہی گھر رکھ لیا۔ پھر وہ انہی کی اولاد میں سے ایک سے دوسرے امام اور دوسرے تفسیر سے امام تھے کہ بارہویں امام مہدی کو ملا جو معہ قرآن و احکام ایک غار

سمن رائے میں مقیم ہیں۔ اس طرح تیرہ سو سال سے اور تو اور خود ہم شیعوں کی ہی آنکھیں اصلی قرآن کی زیارت سے محروم ہیں۔ اور نہ ظہور مہدی کسی کو اس کا دیکھنا نصیب ہو سکا۔ نہ وہ قرآن جواب گھر گھر میں موجود

محفوظ ہے کیونکہ وفات رسولؐ کے بعد ہی جناب امیر و سلاک و عمارہ مقداد۔ ابوداؤد کے سوا تمام صحابہؓ بالخصوص

ان سب سردار خلفائے ثلاثہ جو بظاہر مسلمان ہیں اور حیات رسولؐ میں ہی منافق تھے۔ علانیہ کافر مرتد ہو گئے یہ لوگ بے دین بھی تھے۔ اور پر شوکت دشمن اسلام بھی تھے۔ انجید جو خود آہنی کا مرتب صحیح کردہ ہے جس میں

انہی لوگوں نے ہر قسم کی تحریف کر دی ہے۔ (اصول کافی تفسیر صفائی۔ اجتماع طبرہ بھی دیگر کتب شیعہ)

اہل شیعہ کا ایک قرآن مترکز مباہے۔ اصول کافی ص ۱۴۱ قال صحیفہ طویلہا سبعون ذراعاً بنی مراع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ایک صحیفہ تھا جس کا طول پانزادہ ذراع۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے گزرتا تھا۔ اہل شیعہ کا ایک قرآن جبر کا ایک بڑا فضیل تھا۔

جس میں اوصیاء اور انبیاء کے علوم پھرتے ہیں۔ وان بعد الحزب ما یدل علیہم۔ الحجۃ فر قال قلت وھذا کھتر قال

دعا من اوم فیہ علیہ النبیین والودعیہ بین وعلہم

علماء العلماء الدین مصداق بنی اسرائیل۔
یعنی جبرائیل جو کتب کا حقیقہ ہے جس میں سب انبیاء
علیہم السلام و اوصیاء کا علم جو تہمتہ بند موجود ہے
اور نیز وہ علم بن ان کا موجود ہے۔ جو سابق بنی اسرائیل
گئے ہیں۔

اصلی قرآن جو جبرائیل علیہ السلام رسول کے پاس لیکر
آئے۔ وہ ستر ہزار آیت کا تھا۔ (اصول کافی ص ۶۷)
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان القرآن الذی
جاء بجبرائیل علیہ السلام الی محمد بن صلی اللہ علیہ و
سلیم سبعتہ عشر ایتہ۔ امام جعفر علیہ السلام سے
روایت ہے۔ کہ انہوں نے کہا تحقیق وہ قرآن جس کو جبرائیل
علیہ السلام لائے تھے۔ طرف رسول ﷺ کے وہ ستر ہزار آیت
کا تھا۔ حالانکہ موجودہ قرآن صرف ۶۶۶۶ آیت کا ہے۔
اہل شیعہ کا ایک قرآن مصحف فاطمہ رضی اللہ عنہا اس قرآن سے
تین گنا زیادہ ہے جس میں قرآن کا ایک حرف تک نہیں
ہے۔ دو کیونکہ اصول کافی ص ۶۷ وان عدنا مصحف
الفاطمہ علیہا السلام وما بینہما مصحف فاطمہ
قال مصحف فیہ مثل قرآن کم ہذا اثلث مرۃ
واللہ صافیہ من قرآنکم حرف واحد۔ یعنی تحقیق
ہمارا نزدیک مصحف فاطمہ ہے۔ جبکہ کیا معلوم مصحف فاطمہ
کیا ہے۔ جس میں اس قرآن سے تین گنا زیادہ آیات ہیں۔

و اللہ اش ایک لفظ بھی اس قرآن نہ اس کے کا نہیں ہے۔
منہ جبہ بالاحیاء و ازلت سے ثابت ہوا کہ موجودہ قرآن
پر شیعوں کا ایمان نہیں ہے کیونکہ وہ ان کے نزدیک محرف
اور غیر معتبر ہے۔ پس شیعوں کا دعویٰ اسلام حقیقت پر
مبنی نہیں ہے۔

چوں ترک قرآن کر وہ غیر مسلمانی کجا
خود شریعہ ایمان کشتہ پس نور ایمانی کجا
رسالت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق شیعوں کا
خدا نے جبرائیل علیہ السلام کو علی کی طرف بھیجا تھا۔ مگر وہ غفلت سے
محمد کی طرف چلا گیا۔ لعنت جبرائیل پر جس نے علی کی رسالت
محمد کے سپرد کر دی۔ (تذکرۃ الامم نجاشی ص ۱۴)
صحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے متعلق ان کا عقیدہ
امام زین العابدین سے ایک مقام نے دریافت کیا۔ کہ ابوبکر
و عمر سے کیسے تھے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ابوبکر و عمر
کافروں میں۔ جو ان دونوں کو دوست رکھے وہ بھی کافر ہے۔
اور ایسی روایات اسے غلام بہت ہیں۔

(حیات القلوب ص ۶۷)

ازواج مطہرات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان کا عقیدہ
عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کہ انہیں ہر دی جو موت کا
باعث ہوئی۔ (حیات القلوب ص ۶۷)
آئینہ اربعہ وفقہ کے متعلق ان کا عقیدہ

یہ لوگ دین خدا سے لوگوں کو روکنے والے ہیں۔ اور دین کے راہزن اور خبیثیت ہیں۔ حیات القلوب ص ۱۶۷
حضرت سید انقاد جیلانی کیمتعلق ان کا عقیدہ جیلانی لکھتے دیکھو کتاب حروس جیلاں مولفہ میرزا احمد علی شیتہ (مترجم)

حضرت علی المرتضیٰ کیمتعلق ان کا عقیدہ بوقت ضرورت حضرت علی کو برا بھلا کہہ لینا جائز ہے (اصول کافی ص ۳۳۳)

دیگر عجیب و غریب معتقدات

- ۱۔ اپنی ساس اور نانی سے نہ ناکرتے سے شیعہ مرد کی عورت حرام نہیں ہوتی سرفروع کافی جلد ۲ ص ۱۸۱
- ۲۔ اہل شیعہ کے نزدیک استنجا کا پانی پاک ہے۔ بیشک پی پیوے۔ (دیکھو کتاب من لا یحضرہ الفقیہ
- ۳۔ مذہب شیعہ میں ہے کہ کسی فائدہ کے لئے جیوٹ بولنا بھی تقیہ اور سنت نہیں ہے۔

(دیکھو اصول کافی کتاب الایمان و الکفر)

- ۴۔ اہل شیعہ اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت علی (ع) نے بے وضو نماز پڑھائی۔

کتاب استبصار جلد ۱ ص ۲۱۱

- ۵۔ شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تصویر بنانی

درست ہے۔ (حق یقین ص ۱۵۱)

۶۔ شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ بغداد شریف امام مہدی کے زمانہ میں غضب و لعنت کا مقام ہوگا۔ (حق یقین اردو ص ۱۲۷)

شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات معراج میں خدا کے ساتھ کہا نا کھایا۔ (انوار الہدی ص ۸۵ مطبوعہ یوسفی دہلی)

۷۔ شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ حضرت علی نہ ہوتے تو محمد خلیفہ علیہ السلام کی نبوت ظاہر نہ ہوتی۔

(نہایت شیعہ بحوالہ مقام احق ص ۱۳۳ و حیات المسلمین) ۸۔ شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ جو کلمہ عرش معلیٰ پر لکھا ہو اٹھا وہ یہ ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وابدی الامام علی (ع) ۹۔ شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ سنیوں کی نیکیاں بروز قیامت شیعوں کو دی جائیں گی۔ اور شیعوں کو جنت میں داخل کیا جائیگا۔ اور سنیوں کو دوزخ میں۔

(تفسیر امام حسن عسکری ص ۵۵)

۱۰۔ شیعہ کے مذہب میں لکھا ہے کہ جیوٹ بولنے اور امانت میں خیانت کرنے میں اور ایفاء وعدہ نہ کرنے سے کچھ بھی خداوند کریم کی طرف سے عتاب نہ ہوگا بارشہ طیکہ علی کی خلافت کا قائل ہو۔ (اصول کافی ص ۳۳۳)

۱۱۔ شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ خداوند کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی کی آواز و زبان سے باقی کیں (حیات اقلوب) ۱۲۔ شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ علی علیہ السلام کی امامت انبیاء کی نبوت سے افضل ہے۔ اور نبوت کا درجہ امامت کے درجہ سے ناقص ہے۔ (اصول کافی ص ۱۸)

۱۳۔ شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ حضرت تمام ائمہ طہا ہرین و جمیع انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں (ترتیب یقین ص ۱۸) ۱۴۔ شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ اگر استنباح کے لئے پانی نہ ملے تو تھوک سے کام لیا جاسکتا ہے۔ (ذوق کافی ص ۱۸)

۱۵۔ شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ جنبی انسان اور حیض و نفاس والی عورت کو تلاوت قرآن جائز ہے۔ (ذوق کافی ص ۱۸) ۱۶۔ شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ مولیٰ کفر کے تین ہیں جن میں سے ایک کفر کا آدم علیہ السلام پر بھی عاید ہوا۔ لہذا وہ بھی فاسق ہو۔ (اصول کافی ص ۱۸)

حضرات پر شیعیہ مذہب کے عقائد کا مختصر سا خاکہ۔ ان کی کتب ایسے لاطایل اور عجیب واقعات سے مملو ہیں۔ فی الحال تحقیق کو مد نظر رکھتے ہوئے مذکورہ بالا عقائد پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ آمیزہ لاشطریح شیعہ لٹریچر سے نہایت ہی عجیب غریب اور مضحکہ انگیز نجاست ریز سنے پر یہ قارئین کہتے جاتے ہیں۔

اب ذرا ان مسلمانوں کی خدمت میں بھی گزارش کر دینا

ضروری سمجھتا ہوں جو اپنی لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے اس ناپاک جماعت کو ایک اسلامی فرقہ قرار دے رہے ہیں شیعوں کے ساتھ نہایت پر عمل پیرا ہونے والا ہو۔ خدا را سوچو ایسی جماعت جس کا نہ قرآن پر ایمان ہے نہ کلمہ توحید پیرا اور نہ ضروریات دین پر اور نہ وہ صحابہ کرام کو معاذ اللہ مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور نہ ان کے نزدیک لغو و باطل اہمات المؤمنین قابل اعتبار ہیں۔ اور چونکہ آئینہ اربعہ فقہ کے متعلق حسن ظن رکھتے ہیں۔ اور ہرگز دین و وصیائے کرام تو جن کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتے نہ ہمارے نزدیک کب اور کیوں مسلمان ہو سکتے ہیں۔ کیا تمہارے نزدیک ایک صحیح العقیدہ مسلمان اور ایک اسلام دشمن۔ رسولوں کا دشمن۔ مسلم آزار۔ منکر ضروریات دین۔ منکر خلافت اصحاب ثلاثہ و ازواج مطہرات کا مرتبہ برابر ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں مجاہد کے شیعوں کی ایک لرزہ خیز و دلنفاذ گستاخی

کیچڑ و زہر ہونے بہرہ میں بخار کی بہت شکایت تھی۔ اور مجیدہ کی آبادی کا کثیر حصہ بخار میں مبتلا تھا۔ اس موقع پر

ہے۔ ایک سال تک شیعہ خاوند نے اسے جبر قلم کا نشانہ بنائے رکھا۔ اس کو اٹھ بارہ کرنا پڑے جس سے روکا گیا۔ مار پیٹ و زور و کوب کے باوجود اس لڑکی نے اپنا عقیدہ تبدیل نہ کیا اور نہ کیا۔ آخر ماہ نومبر ۱۳۳۵ء کے آخری تین رات شیعہ خاوند اور اس کے شیعہ بھائیوں نے اسے اس قدر زور و کوب کیا کہ وہ بے ہوش ہو گئی اسے صحابہ کرام پر لعنت بھیجنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ آخر ایک ن مظلوم لڑکی اپنے خاوند کے گھر سے بھاگ اپنے باپ کے پاس پیچھی خون آلودہ کپڑے دکھا کر رو کر اپنی درستان سنائی۔ اب باپ کو ہوش آیا۔ اور وہ اپنے کئے پر نادام و پریشان ہے۔ جو لوگ شریعت کے احکام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شیعوں کے ساتھ ہفتہ داری کے تعلقات قائم کرتے ہیں۔ انہیں اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

توضیح مولوی امیر محمد حسن صاحب سلمیٰ نے لاہوری اس کتاب میں عقلی و نقلی دلائل سے ہندوؤں پر ایمان ثابت کیا ہے کہ انھیں حضرت علی علیہ السلام کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس موضوع پر بہترین کتاب ہے۔ صرف چند نسخے باقی ہیں۔

توضیح ثبوت مولفہ ابوالنور مولوی محمد بشیر صاحب کوٹلی و لار صاحب ساکوٹ اس کتاب میں اجراء نبوت پر مزیاتوں کی پاک کتاب میں حقدار دلائل درج ہیں۔ ان کا نہایت دلائل و کمال جواب دیا گیا ہے۔ یہ کتاب نمایاں ہو چکی ہے و نیز جو دلائل اسلام کے پاس ضرور نہایت باقی ہیں یہ ہیں۔ یہ دلائل

چلنے کا پتہ۔ مینو جرنیلہ سنتیں الاسلام بھیرہ (پنجاب)

فائدہ اٹھانے کیلئے شیعوں نے تعویذ لکھنے شروع کر دیے ساوہ لوح او بھوسے بھالے حنفیوں نے وہاں سے تعویذ لینے شروع کر دیے۔ تعویذ پبیل کے بتوں پر لکھ کر دے گئے۔ اور ترکیب ہنہمال پر بتائی گئی کہ جس شخص کو یہ تعویذ دیا جائے۔ وہ بے سانس ہو کر ایسے جوتے لگا لے اور اپنی چار پائی کے پایہ کے نیچے رکھ دے۔ تب نوبتی کے دن کے لئے سفید ہو گا۔ ہتھوں نے یہ عمل کیا۔ آخر بھیرہ کے ایک معزز و مقتدر آدمی اسے ایک آدمی سے لیکر پڑھا تو اس پر لکھا تھا۔

ابوبکر بن عمر عثمان بن شداد۔ عمرو۔ ہامان۔ دوان۔ قارون۔ اسماعیل۔ اس آدمی کو پڑھ کر سنایا تو وہ شیشہ و سارہ گیا اور آئندہ کے لئے توبہ کی۔

یہ تعویذ فردا فردا بھیرہ کے ہر ایک باوقار اور ذی عزت آدمی کو دکھایا گیا۔ بھیرہ کے مسلمان شیعوں کی اس حرکت مذہب و پران سے سخت متنفر ہو چکے ہیں۔ اور تمام بھیرہ میں ان کے خلاف اظہار غیظ و غضب کیا جا رہا ہے۔

دوسرا واقعہ

ایک نام نہاد سنی مروجی نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شیعہ مروجی سے کر دیا تھا۔ لڑکی کا پسند صوم و صلوة اور راسخ تحقیق

افضل البشر عبدالانبیاء

جریدہ پیشوا کے علی نمبر میں ص ۲۲ پر بعنوان "علی ولی اللہ" خواجہ حسن نظامی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں دشمنان دین کی آہٹ خزن میں مبتلا ہوئے۔ اس سے ان کا کمال ولایت ثابت نہیں ہوتا۔ اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ رشبہ ہجرت میں بے خوف و خزن بستر رسول پر لیٹے رہے۔ اور بموجب آیہ کریمہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یخزنون۔ یہ ان کے کمال ولایت پر گویا ہے۔

خواجہ صاحب نے اپنی تصانیف طالعہ خیر۔ یزید محرم نامہ۔ یزید نامہ۔ وغیرہ میں بھی اہل سنت کے مسلک کے خلاف روش اختیار کی ہے۔ دراصل خواجہ صاحب غالی تہرائی اور ترقیہ باز و فاضی ہیں رہم بھی جہتہ نظامی ہیں۔ اور حضرت سیدنا علی رقم ہمارے روحانی پیشوا ہیں۔ مگر حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ارشاد کی بنا پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل البشر بعد الانبیاء ماننے پر مجبور ہیں۔ علامہ ابن میسم بحرانی نے شرح نہجہ البلاغۃ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ایک عارف نقل کیا ہے جو کہ آپ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں

تمام بلاد اسلامیہ میں کیا تھا۔ جس کے الفاظ درج ذیل ہیں من فضلتی علی ابوبکر جلد تہ حد المقتوی جو مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فضیلت دیکھا۔ میں اسے مغتری کی حد (اسی دوسرے) لگاؤں گا۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں انہی سندوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

نجیب کا ہمت بعد نبی رہا ابی بکر فم عصر۔۔۔ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابو بکر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نواز کا درجہ اختیار کر چکا ہے۔ اور سنی و شیعہ ہر دو مذاہب کی کتب میں موجود ہے۔ آیت الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یخزنون کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ ولی کو خوف اور خزن نہیں ہوتا۔ تمام مفسرین اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں۔ کہ ان کے لئے خوف اور خزن کی کوئی وجہ نہیں یہ کلمات تسلی کے لئے ہیں۔ ورنہ اگر ایمان بدین الخوف والرجاء کے مطابق ولی کے ایمان کا انکار کرنا پڑ گیا ہے گناہ خوف اور خزن کو اگر کمال ولایت کا منافی قرار دیا جائے

تو نبوت کا درجہ ولایت سے اعلیٰ ہے۔ لہذا خوف اور حزن
لاحق ہونے سے نبی کی نبوت کا بھی اقرار کرنا پڑتا ہے۔ قرآن
مجید میں انبیاء علیہم السلام کے خوف و حزن کا ذکر موجود ہے۔
حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف کی چیرائی کا حزن
خفا۔ و ابیضت عینا من الحزن (سورۃ یوسف) ان
کی آنکھیں حزن کی وجہ سے سفید ہو گئیں۔ حضرت موسیٰ
علیہ السلام سانپ کو اڑوانا کی صورت میں دیکھ کر خوف
زدہ ہو گئے۔ خداوند کریم نے فرمایا۔ لا تخف انک
انت اعلیٰ (سورہ طہ) اس کے بعد جب حضرت موسیٰ
و ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف بغرض تبیین
جائے کا حکم ہوا۔ تو وہ فرعون کی وقعت و شوکت کی
بنیاد پر خوف زدہ ہوئے۔ قالوا بنا اننا نحاف ان
یفرط علیہما دونوں نے عرض کیا۔ کہ لے جاؤ۔ یہ پروردگار
ہم کو اندیشہ ہے۔ کہ کہیں ہم پر زیادتی نہ کر بیٹھے۔ خداوند
کریم نے فرمایا۔ لا تخافا انہی معکم۔ تم اندیشہ
مت نہرو میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو بھی کفار کی شرارتوں سے حزن کا لاحق ہونا
قرآن سے ثابت ہے۔

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی کمال ولایت کا انکار
کیا جائیگا۔ قرآن میں خداوند کریم نے اپنے حبیب پاک
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ لا تحزن علیہم (سورۃ نمل)

آپ ان پر غم نہ کیجئے۔ غارتوں میں دشمنوں کے قدموں کی
آہٹ پا کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اپنی ذلت کے لئے
غم کرنا کسی آیت سے ثابت نہیں۔ محبوب خدا کو
گزند پر پہنچنے کا اندیشہ پیدا ہوتا۔ ان کے کمال عشق
پر دلالت کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ محترض صدیق اکبر رضی
کی اس خوبی کو عیب قرار دیتا ہے۔ بیشک صدیق اکبر رضی
کو حزن لاحق ہوا۔ اور جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو لا تخف لا تخافا۔ اور نبی کریم کو لا تحزن کے پیارے
کلمات سے خداوند کریم نے تسلی دی تھی۔ اس طرح نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یارِ غار کو لا تحزن ان اللہ
معنا فرمایا۔ اس سے صدیق اکبر رضی کی جلالت شان کا
اظہار ہوتا ہے۔ جو محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
خدا سے تھی۔ اس خاص محبت میں صدیق اکبر رضی اللہ
بھی شریک تھے۔ قرآن کے تیس سیپاے بڑے عباد
کسی اور صحابی کی ایسی محبت کی آیت سے ثابت نہیں ہوئی
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہ سن تھے۔ کفار سے ان کو عدوت نہ تھی
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امانتیں سپرد کیں اور
وصیت کی کہ میرے بستر پر چادر اوڑھ کر لیٹ جاؤ۔
اور تمہیں کوئی چیز نقصان نہیں دیگی۔ دن نکلنے ہی امانتیں
مستحقین کے سپرد کر کے یزید چلے آنا۔ امانتوں کا کسی قریبی
رشتہ دار کے ذریعہ واپس کرنا ضروری تھا۔ نبی کریم ۱۴

خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں نہ شیعہ ہوں نہ سنی
نہیں خواجہ نے آئندہ اپنے کو چشتی نظامی وغیرہ نہ کہا
کرین۔ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ یعنی
اہل سنت کے خلاف ہو وہ چشتی نہیں ہو سکتا
آپ تقیہ کی چادر کو اتار کر بے خوف ہو کر اپنے عقیدہ
کا اعلان کر دیجئے۔ آپ نے سنیت کی چادر اوڑھ
کر آج تک اپنے زہریلے لٹریچر کے ذریعہ رخصت
کی ترقی و اشاعت کے لئے خاص کوشش کی ہے
شکر ہے کہ آج آپ نے اپنے سنی نہ ہونے کا اعلان کر
دیا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ سادہ لوح سنی بھائی
آپ کے دام فریب میں نہ آئیں گے جو

الامین مشہور تھے۔ حضور کو گوارا نہ تھا کہ کوئی کافر
امانت کے ضائع ہونے کا الزام عاید کر سکے۔ حضرت علیؓ
کا یہ کارنامہ بے شک قابل فخر اور اطاعت رسول
کا ایک روشن ثبوت ہے مگر بہتر پرستے ہوئے نہیں
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچ کر لکھنے کا اہمیان تھا۔
انہیں کیسے حزن ہو سکتا تھا۔ صدیق رحمہ علیہ رحم
صحابہ کرام کو اپنی جان کا فائدہ نہ تھا۔ انہیں صرف اپنے
آقا و مولیٰ ہی کی حفاظت کا خیال ہو سکتا تھا۔ نیز عرب
کے کفار کسی پر حالت منہ میں حملہ کرنا بزوری قرار دیتے
تھے۔ اس لئے کسی چاکلہ کی توقع نہ تھی۔ کفار نے
مکان میں داخل ہو کر حضرت علیؓ پر فوج حملہ نہیں
کیا۔ بلکہ دستور کے مطابق چادر کو ان کے چہرے سے
ہٹا کر انہیں جگایا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
بجائے سیدنا علیؓ کو دیکھ کر گالیاں بکتے ہوئے
گھر سے نکل گئے۔ ہجرت کی رات میں دونوں حبیب القدر
صحابہ نے اپنی جانیں نثار کر کے سحی کی۔ مگر حق و انصاف
کا تقاضا یہ ہے۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ کی خدمت
ایسی مٹتی جو خدا کو ایسی پسند ہوئی۔ کہ کروڑوں
اہل اسلام قیامت تک مشرکان میں ان اللہ معنا
کی آپت پڑھتے ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ کے
ساتھ خدا کی معیت کا اقرار کرتے رہیں گے جو

آیات القرآن عیسائیوں کے شہر و مروجہ رسالہ "قرآن کا بدلہ"
مکمل اور زبردست جواب مؤلف مولانا حافظ محمد شفیع صاحب تھری مبلغ و
منظر اسلام۔ عیسائیوں نے قرآن اسلام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت
پر چودہ اعتراض کئے ہیں جو ہر جگہ عیسائی و مزارعی اہل سنت کے سامنے پیش
کیا کرتے ہیں اسے اس سال کا ہرمان کے گھر میں موجود ہر مفسر قرآن
سراج الارباب مسئلہ سلع چھٹانہ فیصلہ کتب احادیث فقہ و تصوف کا
مستند ثابت
اسلامی مسئلہ المال۔ زکوٰۃ۔ حدیث وغیرہ متعلق کتب فقہ و احکام
کا خلاصہ اور اس قسم کے تمام مسائل کا مجموعہ۔ قیمت ۲۷
صنہ کا پتہ۔ مینجر جرنل شمس الاسلام جھیر پنجاب

پنجاب کے آریہ متروں سے سوالات

قسط اول نمبر

(ایک نو مسلم کے قلم سے)

گوشت خوری

سوال (۱) گوشت انسان کی طبعی غذا ہے یا نہیں؟
اگر نہیں تو کیوں؟ مہربانی کر کے عقلی دلائل کے ساتھ
ثابت کرو کہ گوشت طبعی غذا نہیں ہے۔ اور ان کے
ساتھ طبعی غذا کی تعریف بھی کرو؟

(۲) گوشت خوری جیو ہنسنا یعنی پاپ ہے کیا؟
اگر پاپ ہے تو خود ویدک دھرم کے مطابق ویدک
ایشور دھیا پانی ہوگا۔ اس لئے کہ اس کے سرشتی
نیموں میں خود گوشت خوری موجود ہے۔ مثلاً بلی

چوہا کھاتی ہے۔ شیر گوشت پر گزارا کرتا ہے۔ اور بڑی
چھلی میں چھوٹی چھلیاں پر گزارا کرتی ہیں وغیرہ؟

(۳) اگر گوشت خوری پاپ ہے۔ تو آریہ سماجی
صحابان کیوں نہیں قدرِ ثا مردہ جانور کھاتے ہیں

کیونکہ انہوں نے کھانے میں کوئی جیو ہنسنا نہیں
ہے۔ اور جانوروں کو بھی کلوروفارم وغیرہ

نوش دارو کے ذریعے بے ہوش اور بے حس کر کے کیوں
نہیں کھاتے ہیں؟

(۴) داکٹروں نے تحقیق کی ہے۔ کہ گوشت خور جانوروں
کے دانتوں اور معدہ اور رودوں اور سبزی خور جانوروں

کے دانتوں اور معدہ اور رودوں کے درمیان بڑا فرق
ہے۔ اور ان کے ساتھ یہ بھی تحقیق کی ہے کہ انسان کے

دانتوں اور معدے اور رودوں میں گوشت خوری اور
سبز خوری کے دونوں لیاقتیں ہیں۔ تو پھر آریہ مت کیسیا

کہتے ہیں کہ گوشت انسانی غذا نہیں ہے۔ یہ کیا ایشور
بھی بھول گیا؟

(۵) جسکو جغرافی علم ہوگا۔ اس کو خبر ہوگی کہ سترکر مندو
میں جد بر نباتات یعنی سبزی بیوتی ہی نہیں۔ جد بر بغیر

گوشت اور مچھلی کے اور کچھ نہیں ہے۔ او وہر آریہ سماجیوں
کے ویدک دھرم کے سبز خوری کا سدھانت (اصول)

کیا؟ آف نیچر *Of Nature* کے خلاف نہیں ہے؟ او وہر گوشت خوری کے خلاف پرچار

کرنے کا طریقہ کون اٹھائے گا؟

(۶) آریوں کے کہنے موجب گوشت آدمی کو کھٹور اور ظالم بناتا
ہے۔ تو دودھ کہن لسی وغیرہ میں سے کام کرو دھ۔ تو پھر

موہ اور اھنکار پیدا نہیں ہوتے ہیں۔ کیا؟ پھر انہوں کو بھی چھوڑ دینا چاہئے؟ کیونکہ وہ سب گن مہا پاپ ہیں۔

(۷) بنگال کے دھیرو، چندر بوس نے تحقیق کی ہے کہ نباتات تو درگزر بلکہ معدنی اشیاء وغیرہ یعنی سب میں جیوہ ہے نہ مادہ حال میں ولایت میں اس کے تجربوں سے بڑی دہوم مچائی ہے۔ آریہ متروں کو اس کے تروید میں لیساکوئی دلیل یا تجربہ یا دہو۔ تو ڈاکٹر موصوف کو بھیج دیں۔

(۸) گوشت میں سب سے قابل توجہ گن جو پیدا ہوتا ہے وہ ہے شجاعت اور مردانگی۔ یہ گن انسانی گنوں میں سے ایک نہیور ہے۔ اس لئے کہ بغیر شجاعت کے انسان آزاد نہیں رہ سکتا۔ دیکھو اس کا بدیدی (پرنکشن) ثبوت یہ ہے۔ جو گوشت خور قوم ۹۹ فی صدی آزاد ہیں۔ تو پھر بھی پوری پکوڑے اور پاپروں پر کیوں دوڑتے۔ یہ کیوں؟

(۹) گوشت حیوانی جزا ہے۔ اور انسان بھی حیوان ہے یعنی ذی روح ہے۔ یعنی گوشت انسان کی ہجنس خوراک ہے۔ مگر نباتات وغیرہ ہجنس خوراک نہیں ہیں۔

اس لئے ہم جنس غذا یعنی گوشت بہتر ہے۔ یا غیر جنس غذا یعنی سبزی۔

(۱۰) جانوروں یعنی گدھے گھوڑے۔ بیل وغیرہ سے کئی کام لئے جاتے ہیں۔ یہ جیوہ ہوتا نہیں کیا ہے؟ اگر نہیں تو جیوہ ہنسا کی تعریف کرو؟ (نوٹ) اگر کسی آریہ سماجی کو ان سوالوں کا جواب دینا ہے۔ تو اس کو پہلے یہ نوٹ کرنا چاہیے کہ تہذیب یعنی سمجھتا کے باہر جواب بالکل نہ ہونا چاہیئے۔

(ب) جواب میں ایک لفظ بھی آنوٹ آف پائینٹ (out of point)

یعنی خارج از بحث نہ ہونا چاہئے۔ جبکہ آریہ متر عام طور پر کرتے ہیں۔ ورنہ کہا جائیگا کہ وہ بحث کرنے کے قابل نہیں۔

(ایک حق پسند)

حقیقت شیعہ: مولفہ مولوی قطبی شاہ صاحب اسلام

اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شیعہ مذہب کا تمام دار و مدار صرف جھوٹ ہے اور شیعہ مذہب میں جھوٹ بولنا عبادت ہے اور جو شخص جھوٹ بولے وہ ایماندار نہیں ہو سکتا۔ **قیمت** امر

اجتناب الحنفیہ: ہندو مذہب کے عجم کے صد علماء کا متفقہ فتویٰ

دربارہ کفر و ارتداد فرقہ شیعہ مزار شیعہ علماء کو خط تحریر میں استیصال

کیا گیا ہے کسی عورت کا نکاح شیعہ مرد یا مرنائی مرثیہ خط نا جائز قیمت

جلنے کا پتہ: سید محمد جرنیلہ شمس علی سلام پھیر پنجاب

بنگال میں اسلام کو بچاؤ

بنگال کے مسلمان آہستہ آہستہ اسلام سے کل ہے ہیں ایک نیا فرقہ جو تختہ بیا چھ لاکھ مسلمانوں کو نسا کر چکا ہے ”**اول فقیر**“ یہی معلوم ہوا ہے کہ ندیا، مشد آباد، جسر، زنگپور اور کوچ بہار وغیرہ کے علاقوں میں فقیروں کا ایک فرقہ مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرتا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ فرقہ اسلام سے قطعاً منہد ہے بلکہ اُس کی مقبولیت اسلام پر کاری ضرب ہے۔

اس فرقہ کا نام ”اول فقیر“ ہے۔ اور وہ دین اسلام کے نام پر ایسی جیسا سوز اور خلافت انسانیت کو کتوں کو عبادت سمجھتا ہے جن کا ذکر بھی شریف آدمی کے لئے مشکل ہے۔

”گم شدہ دس پائے“

یہ فرقہ اسلام کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ قرآن مجید میں نہیں چلیں پائے تھا ادیکہ گم شدہ دس پائے اُس کے پاس سینوں میں محفوظ ہیں اور حضرت علی سے سینہ بیدین اُس کے بانی ”لائ شاہ“ تک پہنچے اور لائن شاہ نے یہ پائے اپنے مریدوں کے سینوں میں منتقل کر دیے ہیں لائن کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ وہ دنیا میں چپا سٹل پہنے ظاہر تھا۔ اور ”اول فقیر“ کا عجیب فرقہ اُسی نے قائم کیا۔ اس فرقہ کا تصور ”یہ ہے کہ آدمی کو معرفت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ قرآن کے موجودہ ظاہری تیس پاروں کا ہٹ کر ان دس پاروں پر ایمان نہ لائے۔ اور ان کو نہ کرے

جو اس فرقہ کے فقیروں کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں معرفت حاصل کرنے کے طریقہ انہیں دس پاروں میں بتائے گئے تھے۔ ورنہ موجودہ تیس پارے عوام الناس کیلئے نہیں جن میں حقیقت و معرفت حاصل کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ معرفت حاصل کرنے کا ذریعہ یہ ہے کہ آدمی فطرت سے دور نہ ہو۔ اسلام دین فطرت ہے۔ لہذا فطرت سے انکار کرنا یا فطرت چیزوں کو مسترد کر دینا جہل و کفر ہے۔ اور جن کو کفر کے ساتھ معرفت حاصل نہیں کی جاسکتی، بنا برین طالب معرفت کیلئے ضروری ہے کہ فطرت سے اور فطرت کی تمام چیزوں سے قریب رہے۔

”فطرت کی سب سے بڑی نعمتیں“

ان کے نزدیک فطرت کی سب سے بڑی نعمتیں چار ہیں اور یہی چار نعمتیں انسان میں معرفت پیدا کرتی ہیں۔ وہ نعمتیں حسب ذیل ہیں: ۱۔ پیشاب و ۲۔ پانچا نہ ۳۔ حیض کا خون ۴۔ نطفہ انسانی ۵۔ اور ان کے نزدیک چونکہ یہ نجاستیں فطرت کی سب سے بڑی نعمتیں اور حصول معرفت کا ذریعہ ہیں۔ اسلئے آدمی کو چاہئے کہ انہیں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کھا آتی ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ کس قدر چھان کی بات ہے۔ کہ چونکہ جن میں خالص آدمی کو اُس کی پیداویش کی ساتھ بخش دی ہیں۔ اور جن سے وہ زندہ رہتا ہے۔ بلکہ جن سے ان کا وجود ہوا اور جن مادوں میں جن سے اُسے غذا ملی ہے۔ انہیں جس قدر قدر دینے چاہئے۔ مذکورہ بالا چاروں نجاستوں کے نام انہوں نے اپنی بولی چال میں الگ رکھے ہیں۔ (باقی آئندہ)

مَنْ النَّصَارَى إِلَى اللَّهِ

اگر آپ دین اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ تو حزب الانصار کی مدد کیجئے ہاتھ بڑھائیے۔ اس کے رکن بن کر اس کے مقاصد کی اشاعت کو اپنا فرض سمجھئے۔ آج ساڑھے چار سال سے یہ جماعت نہایت خاموشی کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ دینی تعلیم کیلئے اعلیٰ پیمانہ پر جامع مسجد بھیر میں دارالعلوم غزنیہ قائم ہے۔ ماہانہ رسالہ شمس الاسلام اور مبلغین کے ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دیہات کی جاہل مسلم آبادی کو رسم و رواج کی بندشوں سے آزاد کرانے اور انہیں دافض وافر میراثیت کے وافر تزیین سے نجات دلانے کیلئے بڑی سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھیے رسالہ شمس الاسلام کا خریدار بننا یا اس کی اشاعت وسیع کرنے میں مدد دینا ایک اسلامی خدمت ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ حزب الانصار کو رسالہ کی مالی مصارف سے جلد از جلد بکدوش کر دیں حزب الانصار کے تمام کارکن مفت کام کر رہے ہیں۔ صرف طباعت و کتابت و کاغذ کے مصارف پورے کرنے کے لئے جدوجہد سے کام لیتا پڑتا ہے۔ یقین جانئے کہ رسالہ کا ہر کپی جگہ جانا ایک مکمل عالم تبلیغ اور مناظر کے جانے کے برابر ہے کم از کم کوئی لگاؤں ایسا نہ ہے۔ جہاں رسالہ نہ جاتا ہو۔ اہل وہیہ و اہل محلہ چنیدہ کر کے اپنے امام مسجد کے تمام جاری کراویں۔ ایسے امان مساجد کا فرض ہے کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں کو ہر ماہ آگاہ کر دیا کریں۔

مندرجہ ذیل تبلیغی کتب دفاتر شمس الاسلام سے مل سکتی ہیں :-

ختم رسالت :- مؤلف مولوی ماسٹر محمد بخش صاحب مسلم بی۔ اے۔ اس کتاب میں عقلی و نقلی دلائل سے مہذبانہ پیرایہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی حکم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا اس موضوع پر اپنی سہ

بہتر کتاب آج تک تالیف نہیں ہوئی۔ قیمت ۱۲

حقیقت تشیع :- مؤلف مولوی قطبی شاہ صاحب اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مذہب تشیع کا تمام دار و مدار صریح طور پر جھوٹ پر ہے۔ **اجتناب الخنوع :-** مندو سندھ و عرب عجم کے صدیقہ و کافکہ فتویٰ دربارہ کفر و ارتداد و مرتد ایمان و ارض و دربارہ عہد جوار کلاخ زن منیہ باہر تشیع وغیرہ قیمت ۵/- علاوہ ازیں ہر قسم کی تبلیغی کتب دیکھنے کا پتہ ملے گا۔

یہ رسالہ شمس الاسلام بھیر پنجاب

کیا ہماری اپنی صد ابصر ثابت ہوگی؟

بنگا

انصار کے مقاصد و اغراض و طریقہ عمل سرورق و بار درج ہیں۔ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ سوچے کہ کام اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کے ہیں یا نہیں۔ اگر میں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں حسب توفیق حصہ لے۔ افسوس ہے کہ احناف نے آج تک اس ضروری امر کی طرف توجہ نہیں کی ذیل کے طریقوں سے آپ اس اسلامی پوٹے کی آبیاری فرم سکتے ہیں۔

۱) اپنی ماہواری آمدنی میں سے کچھ حصہ مقرر کریں۔ جو ماہ بہ ماہ حزب کو بھیجنا ہے نیز اس کے رکن بنکر اور دوسروں کو رکن بننے کی ترغیب دیکر اس کا حصہ کار و سبب کیجئے (۲) اپنی زکوٰۃ صدقہ و خیرات اگر سب نہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم غزنیہ کے غریب نادار طلباء اور یتیم و لاوارث بچوں کیلئے عطا فرمائیں جن کی تعلیم و تربیت و خوراک و رہائش کا ذمہ حزب انصار نے رکھا ہے یہاں ماہانہ رسالہ شمس الاسلام کی اشاعت و سیر کرنے میں سہی فرمائیں۔ (۳) یتیمی و سائلین و غریب و آوارہ مسلم بچے جہاں ہیں انکو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم غزنیہ بھیجیں۔ تاکہ بڑی صحبت کے اثر سے جبکہ اسلام کے سچے خادم بن سکیں (۴) اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے کم از کم چار سال کیوسطے دارالعلوم غزنیہ میں بھیج دیں۔ چار سال میں محولی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ اما ان مسجد کو مجبور کریں۔ کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں۔ اور اپنے بچوں کو تعلیم کیلئے بھروسہ میں بھیج دیں۔

۵) اہل قلم حضرات رسالہ کی قلمی اعانت سے دریغ نہ فرمائیں اور مختصر حضرات کا فرض ہے کہ کتابیں اپنے پاس سے خرید کر کتب خانہ حزب انصار کیلئے وقف فرمائیں تاکہ یہ صدقہ جاریہ کا کام لے سکیں۔ جن کتب کی ضرورت ہے وہ بذریعہ استفادہ معلوم کر لیں۔

۶) اپنے علاقہ میں غیر مذاہب کی تبلیغی جدوجہد و دیگر کوائف سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ اور اگر ضرورت ہو۔ تو حزب انصار کے مبلغین طالب فرما کر تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام کریں۔

۷) اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہوں تو شعبہ تبلیغ حزب انصار میں اپنا نام درج کرائیں +

ان

نظارۃ انصار بھیرہ رنجنا

باحتماظہ و راجد بگوئی ایڈیٹورن ٹو پیلٹھ و نوہر شیم پریس سوگودھاس چھیک بھیرہ سے شائع ہوا